مقامِ غوثیت

مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس

مقامِ غوثیت

مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس

اِس کتاب میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقامِ غوثیت کے تعارف پر زیرِ نظر کتاب کا مسودہ پڑھا، اس میں اس عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تحقیقی انداز بیان، سادہ اسلوب نگارش، طرز استدلال کی پختگی؛ کتاب کی خاص خوبیاں ہیں...... جو عنوانِ مذکور کے بنیادی تقاضے بھی ہیں...... میرے خیال میں زبانِ اردو میں اِس عنوان پر اِس طرز کی یہ پہلی کتاب ہے.....تصوفانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب بہت ہی معلومات افزا ہے.....مولیٰ تعالیٰ محبّ گرامی مولانا ارشد جمال اشرفی بنارسی کو اِس کارِ خیر پر بے شمار اجر عطا فرمائے! کہ اُنھوں نے مقامِ غوثیت کا صحیح تعارف پیش کر کے آج کی اِس ''روحانی کالا بازاری'' کے دور میں بہت سے غلط ذہن وفکر کی اصلاح کرنے کی مستحسن کوشش کی ہے۔

مولانا موصوف ایک ذی استعداد عالم دین ہیں........... اُن کا تحریری و تحقیقی ذوق لائق ستائش ہے.......... مختلف دینی رسالے خصوصاً ''سہ ماہی مجلّہ غوث العالم کچھوچھہ شریف'' میں اُن کے تحقیقی مضامین برابر چھپتے رہتے ہیں..........شعروشاعری کا بھی شوق خوب ہے.......... جامع اشرف کے لائق وفائق اساتذہ میں ان کا شمار ہے۔

الحاصل موصوف اپنے میں بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ! مولانا موصوف کے علم وفضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اُن کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے.......... آمین! **بجاہ سید حبیبہ سید المرسلین وآلہٖ واصحابہ اجمعین**

فقط خاکپائے اشرف

رضاء الحق اشرفی (خلیفہ سرکار کلاں)

شیخ الحدیث جامع اشرف، درگاہ کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر، (یوپی)

یوم جمعہ مبارکہ، ۹/ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۱ھ/ ۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِیمِ

''ابدال''، جنھیں ''رجال الغیب'' اور ''مردان غیب'' بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ جماعت ہے جو اولیائے کرام میں ممتاز، منتخب اور نمایاں حیثیت کی مالک ہے اور جسے دنیا بھر میں افضلیت کا درجہ حاصل ہے۔ راقم الحروف ''ابدال'' کے وجود و اخلاق اور فضائل کے تعلق سے ایک تحقیقی مقالہ بنام ''کتاب الابدال'' مرتب کر چکا ہے، جو ابھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں (☆) مجھے یہاں ''غوث'' کی حقیقت اور اُس کے مقام و مرتبہ سے گفتگو کرنی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ابدال کی جماعت میں جو سب سے زیادہ مبارک اور سب سے بڑھ کر فضیلتوں والا ہوتا ہے، جسے ابدال کی جماعت میں امیر اور سردار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے؛ اسی کو ''غوث'' کہتے ہیں۔ یہ صوفیہ کی ایک خاص اصطلاح ہے، چونکہ اس لفظ کا کوئی وجود؛ کتاب وسنت یا اقوالِ صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا، اس لئے حجت پرست لوگ اس کے وجود ہی کے سرے سے منکر ہو جاتے ہیں۔

غوث اور قطب کی اصطلاح پر شیخ ابن تیمیہ کی تنقید

صوفیوں کی اس اصطلاح پر سب سے پہلے نکتہ چینی کرنے والے ''شیخ ابن تیمیہ'' ہیں۔ انھوں نے کئی جہت سے اس اصطلاح پر ضرب لگانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں کہیں آیا ہے اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے اور ''غوث'' صرف اللہ ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو،

(☆) اپریل 2001 میں یہ کتاب چھپ چکی ہے، جس کا جدید نام ہے: 'ابدال کا تعارف: ایک تحقیقی مطالعہ'۔

ممکن ہے کہ کبھی دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں''۔[۱]

شیخ ابن تیمیہ کی اِس تنقید کے تین پرزے ہیں۔اُن میں سے ہر ایک پرزے کا یہاں جائزہ لیا جائے گا۔

پہلا پرزہ:

''یہ نام نہ تو کتاب اللہ میں آیا ہے اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں مروی ہے''۔

یہ بات کسی چیز کی حقیقت کے انکار کی کوئی وجہ نہیں بن سکتی۔ ہر قوم کی اپنی ایک اصطلاح ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ کسی ثابت شدہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (لَامُنَاقَشَۃَ فِی الْاِصْطِلَاحِ...... اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں۔)

شیخ ابن تیمیہ کے اس معیار کو حق مان لیا جائے تو بہت ساری اصطلاحوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔مثلاً: قاضی القضاۃ،ملک الملوک،امیر الامراء،شہنشاہ،شیخ الاسلام،امیر المومنین فی الحدیث،برہان الدین،حجۃ الاسلام،حافظ الحدیث،امام اعظم،فقیہ النفس،محقق علی الاطلاق،خاتم الفقہا،محدث،حاکم،حافظ،حجت،ثقہ،ثبت،اوثق،صدوق،ضعیف،مولوی، مفتی ......ایسے بے شمار نام ہیں جو پوری امت میں بالاتفاق رائج ہیں، حالانکہ ان کا کوئی ثبوت کتاب وسنت یا اقوال صحابہ میں فراہم نہیں ہوتا۔اس کے باوجود کوئی اسے غلط قرار نہیں دیتا۔جبکہ ان میں بعض وہ اصطلاح ہے جس کا وجود بھی کتاب وسنت سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ نام اور اصطلاح، پھر بھی ان ناموں کے ذریعہ جس خاص شخص کی طرف اشارہ ہوتا ہے،اس سے کوئی انکار نہیں کرتا،یوں ہی غوث اور قطب کا لفظ اگرچہ کتاب وسنت یا اقوال صحابہ میں نہیں ملتا،مگر صوفیہ کے نزدیک اس اصطلاح کی جو مراد ہے،وہ تو دلیلوں سے ثابت ہے۔

دوسرا پرزہ:

''غوث صرف اللہ ہے''۔

---

(۱) مجموعۃ الرسائل والمسائل:۱/۵۷-۶۱

ابن تیمیہ؛غوث کے لفظی ترجمہ کا اعتبار کرتے ہوئے کسی بندے کو ''غوث'' کہنا ممنوع قرار دیتے ہیں اور ''قطب'' کا استعمال بندے کے حق میں جائز سمجھتے ہیں، جب کہ ''قطب'' بھی اپنے لفظی ترجمہ کے اعتبار سے صرف اللہ ہے۔ ''قطب'' کا معنیٰ بتاتے ہوئے ابن تیمیہ خود لکھتے ہیں:

''ہر وہ شخص جس پر دین ودنیا کے باطن وظاہر معاملات میں سے کسی معاملہ کا دارومدار ہوتو وہ اس معاملہ کا قطب اور اس کا مدار ہے، چاہے وہ معاملہ اس کے گھر کا ہو یا محلّہ کا یا شہر کا یا دین ودنیا کے باطن و ظاہر کا ،لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں ''قطب'' وہ ہے جس پر صرف اصلاحِ دنیا کا دارومدار ہو''۔[۲]

دیکھا جائے تو یہ لفظ حقیقت میں پورے طور پر اللہ کے سوا اور کس کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ مگر ابن تیمیہ کے نزدیک اس کا استعمال بندے کے حق میں جائز ہے، پھر لفظ غوث میں کیا برائی ہے کہ کسی بندے کو ''غوث'' نہیں کہہ سکتے؟! جب کہ قرآن میں خود اس کا استعمال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ عَدُوِّهٖ.﴾ [۳]

(تو موسیٰ کے ایک ساتھی نے ان کے دشمنوں پر مدد طلب کی۔)

اہل لغت نے بھی اس کا کوئی ایسا معنیٰ نہیں بتایا ہے جو شرعاً ممنوع ہو۔

زَبیدی لکھتے ہیں کہ:

''طلبِ غوث کا نام استغاثہ ہے اور اس کا مطلب ہے سختی اور سزا سے چھٹکارا پانا اور سختیوں سے بچنے پر مدد ملنا۔ شاعر کہتا ہے:

حَتّٰی اسْتَغَاثَ بِمَاءٍ لَّارِثَاءَ لَهٗ

مِنَ الْاَبَاطِحِ فِیْ مَافَاتَهُ الْبُرَکُ

---

[۲] مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱۶۱/۱

[۳] القصص: ۱۵

(اس نے ایسے پانی کی مدد چاہی کہ سفید آبی پرندوں کے پی لینے کے بعد کشادہ نالوں میں کوئی چھینٹ باقی نہیں۔) [۴]

اہل زبان غوث واستغاثہ سے جو معنیٰ سمجھتے تھے قرآن نے اسی معنیٰ میں ان کا استعمال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عرب کے زبان دانوں نے خدا کے سوا دوسروں کے لئے بھی اس معنی کو مستعمل رکھا ہے۔

بالفرض ''غوث'' کا لفظی ترجمہ ایسا ہو کہ پورے طور پر اسے صرف اللہ کے لئے بولا جا سکتا ہے تو صرف اتنی سی بات پر اس لفظ کا استعمال بندوں کے حق میں ممنوع کر دینا غیر علمی بات ہوگی؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رؤوف، رحیم، عزیز، حکیم، سید، مولیٰ، مالک، خالد، علیم، حلیم وغیرہ کتنے الفاظ ہیں جو حقیقت میں صرف اللہ ہی کے لئے بولے جا سکتے ہیں؟ بلکہ ان میں سے بعض ناموں کا استعمال غیر اللہ کے لئے حدیث میں ممنوع بتایا گیا ہے، اس کے باوجود خود قرآن میں، اقوال صحابہ میں، طریقۂ سلف میں، حتیٰ کہ عرف عام میں بندوں کے لئے ان کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ میں حروف کی ترتیب یا اس کے اِعراب وبِنا کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان لفظوں کا استعمال کن معانی میں، کس نظریہ وفکر کے تحت ہو رہا ہے؟ اگر وہ معنی یا وہ نظریہ ایسا ہے جو بندوں پر کسی طرح بھی فِٹ نہیں آتا تو ہم اسے ضرور ممنوع قرار دیں گے، ورنہ نہیں۔

لٰہذا صوفیوں سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے ''غوث'' کی اصطلاح میں کون سا نظریہ چھپا رکھا ہے؟ انشاء اللہ اس کی تفصیل ہم بہت جلد پیش کر رہے ہیں۔

تیسرا پرزہ:

''یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں ایک ہی شخص دنیا بھر میں مطلقاً افضل ہو، ممکن ہے کہ دو یا تین افراد بھی فضیلت پانے میں خدا کے نزدیک برابر ہوں''۔

---

[۴] تاج العروس: ۳۱۴/۵

جولوگ غوث کو پوری دنیا میں مطلقاً افضل بتاتے ہوں ہمیں ان سے سروکار نہیں، البتہ صوفیہ کے نزدیک ''غوث'' مجموعی اعتبار سے افضل انسان ہوتا ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ کوئی ایک فرد ایسا ہو جو مجموعی لحاظ سے پوری دنیا میں افضل قرار پائے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ''اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ'' کا خطبہ پڑھا جاتا ہے؟ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امت نے افضل انسان نہیں مانا؟ پھر آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا اشارہ نہ ہوا؟ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے دور میں افضل انسان نہ تھے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے صاف لکھ دیا ہے:

''مات فی رمضان سنة اربعین وھو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اھل السنة''. [۵]

(آپ [حضرت علی] نے رمضان ۴۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ روئے زمین کے تمام انسانوں سے افضل تھے۔ اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔)

آپ کے بعد سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر فضیلتوں والا کون تھا؟ اس کے بعد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی اور افضل انسان بھی دنیا میں کہیں تھا؟

یہ سارے زندہ وجاوید حوالے بول رہے ہیں کہ دنیا بھر میں تنہا ایک افضل انسان کا وجود ممکن ہے اگر اسی افضل انسان کو ہم ''غوث'' قرار دیں تو پھر نکتہ چینی کا کیا موقع رہ جاتا ہے؟ شیخ ابن تیمیہ نے جن تین جہتوں سے غوث کے وجود و اصطلاح پر تنقید فرمائی تھی اس کی غلطی ظاہر ہے۔

☆☆☆

---

[۵] تقریب التہذیب: ۳۹/۲

لفظ غوث اور قطب کا رِواج

ان دونوں لفظوں کا پہلے پہل استعمال کس نے کیا؟ کس کے لئے کب اور کہاں استعمال ہوا؟ تاریخ اس کے جواب میں خاموش ہے، لیکن یہ ایسے کوئی نئے الفاظ بھی نہیں ہیں جنہیں صدی دوصدی کی ایجاد کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ تاریخ بغداد دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں غوث کی اصطلاح معروف تھی، چنانچہ خطیب بغدادی؛ شیخ ابوبکر کتّانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''نقبا تین سو ہیں، نجبا ستّر ہیں، بدلا چالیس، اخیار سات، عَمَد چار اور غوث ایک۔ نجبا مصر میں رہتے ہیں، ابدال شام میں اور اخیار دنیا میں سیاحت کرتے ہیں اور عمد زمین کے گوشے گوشے میں رہتے ہیں اور غوث کا ٹھکانہ مکہ ہے۔ عوام کو جب حاجت پیش آتی ہے تو نقبا ان کے لئے دعا کرتے ہیں ورنہ ابدال پھر اخیار پھر عمد دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اب بھی اگر دعا قبول نہ ہو تو غوث ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ غوث کا سوال پورا بھی نہیں ہوتا کہ دعا قبول ہو جاتی ہے''۔[٦]

گرچہ یہ روایت میزان نقد پر پوری نہیں اترتی، کیونکہ اس کا ایک راوی ''علی بن عبداللہ بن جہضم ہمذانی''ضعیف ہے۔ ذہبی اور عسقلانی نے اس پر حدیث گڑھنے کا الزام لگایا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ:

''وہ ثقہ نہیں بلکہ متّہم ہے، اس کی روایتیں مصیبت ہیں''۔[٧]

ابن جوزی کہتے ہیں کہ:

''وہ متکلّم فیہ ہے''۔[٨]

---

[٦] تاریخ بغداد: ٣/٧٥-٧٦

[٧] میزان الاعتدال: ٣/١٤٢-١٤٣، سیر اعلام النبلاء: ١٧/٢٧٦، لسان المیزان: ٥/٤٧

[٨] المنتظم: ٩/١٩١، البدایۃ والنہایۃ: ١٢/٢١

لیکن کم از کم اس جھوٹی روایت سے یہ ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ اس زمانہ میں غوث کا تذکرہ موجود تھا، جبھی اس کی اہمیت جتانے کے لئے اس جھوٹی روایت کا سہارا لینا پڑا۔

یونہی قطب کی اصطلاح پر گفتگو کرتے ہوئے ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

''قطب [کی اصطلاح] بعض آثار میں وارد ہے ،لیکن غوث (کی اصطلاح) جن اوصاف کے ساتھ صوفیہ کے درمیان مشہور ہے، وہ ثابت نہیں''۔[۹]

اس کی توجیہ کرتے ہوئے ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

''عنقریب سیدنا امام یافعی کے کلام میں دیکھئے گا کہ انہوں نے قطب کی تفسیر غوث سے کی ہے جو غوث کے ثبوت پر دلیل ہے اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ قطب اور غوث دونوں ایک ہیں، اسے یاد کرلیجئے۔ گویا عدمِ ثبوت سے ابن حجر کی مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں میں یہ لفظ نہیں آیا ہے، لیکن اس کے ثبوت کو اس کی شہرت، اس کی خبروں سے استفاضہ کرنا اور صوفیہ کے درمیان اس کا چرچا ہونا کافی ہے''۔[۱۰]

علامہ ابن عابدین شامی کا یہ ریمارک فیصلہ کن ہے۔

قطب کی اصطلاح کا تذکرہ ہمیشہ سے صوفیہ اور علماء کے درمیان رہا ہے، چنانچہ چھٹی صدی ہجری میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے کلام میں کئی مقامات پر اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں ابن عربی کے ہاں یہ اصطلاح بڑے زور وشور کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ کے کلام سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان سے پہلے بھی اس اصطلاح کا رواج پایا جاتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

---

[۹] رسائل ابن عابدین شامی:۲:۲۷۲

[۱۰] ایضاً

''قطب'' تو یہ بھی صوفیہ کے کلام میں پایا جاتا ہے کہ فلاں اقطاب میں سے ہے اور فلاں قطب ہے''۔[۱۱]

آٹھویں صدی ہجری میں شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ذہبی نے سیدنا غوث پاک کے بارے میں لکھا کہ:

''وہ بلامزاحمت؛ امامِ زمانہ، قطبِ عصراور شیخِ شیوخِ وقت تھے''۔[۱۲]

نویں صدی ہجری میں غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی کے کلام میں قطب اور غوث کا لفظ کثرت سے پایا جاتا ہے، بلکہ اُنھوں نے غوث کے مقام و مرتبہ کا تعارف کراتے ہوئے ایک مستقل تحریر ''رسالۂ غوثیہ'' کے نام سے پیش کی ہے اور اُن کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث اور قطب ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس نظریہ کے تحت ایک شخص کو ''قطب'' کہا جاتا ہے، علما اور صوفیہ کے نزدیک اس کا جواز موجود ہے تو پھر اسی نظریہ کے تحت اسے ''غوث'' کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ چنانچہ علامہ عجلونی نے مذکورہ روایت میں واقع ''غوث'' کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''وہ قطب ہے جو مفرد اور جامع ہوتا ہے''۔[۱۳]

علامہ عجلونی نے اس ایک شخص کو غوث اور قطب دونوں کہا ہے۔

الحاصل یہ کہ .... اسے غوث کہا جائے یا قطب یا کچھ اور ...... بہر حال دنیا میں ایک ایسے شخص کا وجود ہے جو علم و فضل کے بلندترین مقام پر فائز ہوتا ہے۔

☆☆☆

---

[۱۱] مجموعۃ الرسائل والمسائل: ۱/ ۶۱

[۱۲] تاریخ الاسلام: ۳۹/ ۸۷

[۱۳] کشف الخفاء: ۱/ ۲۷

غوث کے انکار پر
ایک عبرت انگیز واقعہ

علامہ ابن حجر ہیتمی نے اس بارے میں خود اپنا ایک عبرت انگیز واقعہ نقل فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

میں نے چودہ سال کی عمر میں؛ شیخ ابو عبداللہ امام محمد جوینی (جن کے علم و فضل اور زہد پر اتفاق ہے۔) سے جامع ازہر مصر میں ''مختصر ابی شجاع'' کا درس لیا۔ میں ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہا۔ وہ تند مزاج تھے۔ ایک دن ان کی مجلس میں قطب، نجبا، نقبا اور ابدال وغیرہ کا تذکرہ چل پڑا تو شیخ نے سختی کے ساتھ اس کا انکار کیا اور کہا کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی چیز مروی ہے۔ میں نے ان سے کہا اور میں حاضرین میں سب سے چھوٹا تھا کہ معاذ اللہ! بلکہ یہ سچ اور حق ہے، اس میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اولیاء اللہ نے اس کی خبر دی ہے اور اللہ نے انہیں جھوٹ سے محفوظ رکھا ہے، جیسا کہ امام یافعی نے اس بارے میں لکھا ہے۔ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو علوم ظاہرہ اور باطنہ کے جامع ہیں، مگر شیخ نے اور زیادہ انکار کیا اور مجھے ایسا ڈانٹا کہ چپ ہونا پڑا۔ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اس مسئلہ میں صرف شیخ الاسلام والمسلمین ،امام الفقہاء والعارفین ابو یحیٰ زکریا انصاری میری مدد کر سکتے ہیں۔ میری عادت تھی کہ میں شیخ محمد جوینی کی رہنمائی کرتا، کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ میں اور وہ شیخ الاسلام زکریا کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن میں اور شیخ محمد جوینی ؛ شیخ الاسلام کے

ہاں جا رہے تھے۔ جب ہم ان کے گھر کے قریب پہنچے تو میں نے شیخ سے کہا: شیخ الاسلام سے قطب وغیرہ کے مسئلہ کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں، دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے شیخ جوینی کا استقبال کیا اور ان کی خوب بڑھ چڑھ کر تعظیم کی اور ان سے دعا کی درخواست کی، پھر مجھے کچھ دعائیں دیں ان میں سے ایک یہ تھی:

"اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ".

[اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر۔]

وہ اکثر میرے لئے ایسی دعا فرماتے تھے۔ جب شیخ کی گفتگو پوری ہوگئی اور اُنھوں نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو میں نے شیخ الاسلام سے دریافت کیا: یا سیدی! قطب، اوتاد، نجبا، نقبا اور ابدال وغیرہ جس کا ذکر صوفیہ کرتے ہیں کیا حقیقۃً وہ موجود ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! خدا کی قسم! اے بیٹے! میں نے کہا: یا سیدی! یہ شیخ جوینی اس کا انکار کرتے ہیں اور جو اس کا تذکرہ کرتا ہے اس کا خوب رَد کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا: اے شیخ محمد! کیا یہ بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ اِس جملہ کو اُن سامنے دہرایا، یہاں تک کہ شیخ محمد کہہ پڑے: یا مولانا شیخ الاسلام! میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی کہ یہ بات ثابت ہے۔ اُنھوں نے کہا: اے شیخ محمد! آپ سے یہی امید تھی، پھر ہم لوگ واپس ہوئے اور شیخ جوینی میری اس حرکت پر ناراض نہ تھے"۔[۱۴]

جو حضرات غوث کے وجود سے انکار رکھتے ہیں، وہ اس واقعہ سے ضرور عبرت حاصل کریں۔

---

[۱۴] الفتاوی الحدیثیۃ: ۳۲۵

قطب کی اصطلاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر

بعض صوفیہ کے کشف سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ ہے، چنانچہ شیخ خلیفہ اکبر جو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور کشف دیکھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! شیخ عبد القادر نے کہہ دیا ہے کہ: ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے''۔ تب آپ نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر نے سچ کہا ہے، کیوں نہ کہے؟ وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ ہوں''۔

اس روایت کو امام شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں نقل کیا ہے۔[۱۵]

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قطب کی اصطلاح غیر شرعی نہیں دنیا میں ایک ایسا وجود ہوتا ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔

غوث کی تعریف

مختلف علما اور مشائخ نے مختلف الفاظ میں مختلف صفات کے پیشِ نظر ''غوث'' کی مختلف تعریف بیان کی ہے، جو حسب ذیل ہے:

- شیخ عبد الرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"القطب فی اصطلاح القوم اکمل الانسان متمکن فی مقام الفردیة تدور علیه احوال الخلق" .[۱۶]

(صوفیہ کی اصطلاح میں ''غوث'' اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو، جس پر مخلوق کے

---

[۱۵] بہجۃ الاسرار مترجم: ۲۱

[۱۶] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۶۵

احوال گردش کرتے ہوں۔)

• ابن عربی لکھتے ہیں:

"ولکن الاقطاب المصطلح علی ان یکون لھم ھٰذا الاسم مطلقاً من غیر اضافة لایکون منھم فی الزمان الا واحد و ھو الغوث وھو من المقربین وھو سید الجماعة فی زمانه". [۱۷]

(اصطلاح میں مطلق ''قطب'' بغیر کسی اضافت کے، وہ صرف ایک شخص ہوتا ہے، اسی کو ''غوث'' کہتے ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں جماعت (ابدال) کا سردار ہوتا ہے۔)

• امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"قال بعض العارفین یدور القطب فی الآفاق الاربعة من ارکان الدنیا کدوران الفلک فی افق السماء وقد سترت احوال القطب وھو الغوث عن العامة والخاص غیرة من الحق علیه غیر انه یری عالما کجاھل ابله کفطن تارکا آخذا قریبا بعیدا سھلا عسراً آمناحذرا". [۱۸]

(بعض عارفین کہتے ہیں کہ ''قطب'' ارکان دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے جیسے آسمان کے کنارے کنارے ستاروں کا چکر لگانا۔ یہ قطب جو غوث ہوتا ہے اس کے احوال خاص وعام سے پوشیدہ رہتے ہیں، کیونکہ اس پر غیرتِ حق کی چادر ہوتی ہے، عالم ہونے کے باوجود ان پڑھ دِکھتا ہے، ذہین ہوتے ہوئے بے وقوف معلوم پڑتا ہے، دنیا سے بے نیاز ہوکر دنیا میں لگا رہتا ہے، خدا سے قریب رہ کر بھی دور نظر آتا ہے، دردمند ہوتے ہوئے تنگدل دکھائی دیتا ہے، بے خوف ہونے کے باوجود سہما ہوا لگتا ہے۔)

---

[۱۷] الفتوحات المکیة: ۱۱/۳

[۱۸] الحاوی: ۲/۴۶۸

• مخدوم پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اما قطب الاقطاب درتمام عالم ذات واحد بود چند الفاظ مترادف براسامی متبرکہ ایشاں اطلاق کردہ اند مثل قطب الدائرہ وغوث الاعظم وانسان کامل وقطب الاقطاب وانسان وقطب الاعلیٰ ومظہر کلی و جہانگیر ولیکن عنداللہ اسم شریف غوث عبداللہ است کہ یگانۂ روزگار فرید اعصار بودحق تعالیٰ ذات یگانۂ اورامظہر کلی اسرار ومنظر انظار خود کردہ از عالم در ہر زمانہ برقلب ابراہیم قیل علی قلب اسرافیل قیام وجود عنصری وصورت پیکری باوست''۔[۱۹]

(قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ذات ہوتی ہے، چند مترادف الفاظ ان کے اسمائے مبارکہ کے لئے بولے جاتے ہیں ،مثلاً قطب الدائرہ،غوث الاعظم، انسان کامل ،قطب الاقطاب، انسان، قطب اعلیٰ، مظہر کلی ، جہانگیر، لیکن خدا کے نزدیک غوث کا اسم شریف ''عبداللہ'' ہے ،جو دنیا میں تنہا اور زمانہ میں یکتا ہوتا ہے، جس کی یگانہ ذات کو خدا اپنے اسرار کا مظہر کلی اور اپنے انظار کا منظر بنانے کے لئے ہر زمانہ میں دنیا سے منتخب فرمالیتا ہے ، جو حضرت ابراہیم یا حضرت اسرافیل علیہما السلام کے قلب پر ہوتا ہے، وجود عنصری اور صورت پیکری کا قیام اسی سے ہے۔)

• علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''القطب الغوث الفرد الجامع جعله الله دائراً فی الآفاق الاربعة من ارکان الدنیا کدوران الفلک فی افق السماء وقد ستر الله احواله عن الخاصة والعامة غیرة من الحق علیه غیر انه یری عالما کجاهل ابله کفطن تارکا آخذا قریبا بعیدا سهلا

---

[۱۹] لطائف اشرفی فارسی: ۹٦

عسرا آمنا حذرا ومكانته من الاولياء كالنقطة من الدائرة التى هى مركزها به يقع صلاح العالم".[۲۰]

(قطب،غوث،فرد،جامع جسے اللہ تعالیٰ دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے کنارے پرستاروں کا چکر لگانا،اللہ تعالیٰ اس کی غیرت داری میں اس کے احوال کو عام وخاص سے پوشیدہ رکھتا ہے ، عالم ہونے کے باوجود ان پڑھ لگتا ہے،ذہین ہوتے ہوئے بے وقوف معلوم پڑتا ہے،دنیا سے بے نیاز ہوکر بھی دنیا میں لگا رہتا ہے،خدا سے قریب رہ کر بھی دو رنظر آتا ہے ،دردمند ہوتے ہوئے تنگدل دکھائی پڑتا ہے،بے خوف ہونے کے باوجود سہما ہوا لگتا ہے،اولیائے کرام میں اس کی جگہ ایسے ہی ہے جیسے دائرہ کا مرکز نقطہ،اسی پر اصلاح عالم کا دارومدار ہوتا ہے۔)

- علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"**الخليفة الباطن وهو سيد اهل زمانه سمى قطبا لجمع جميع المقامات و الاحوال ودورانها عليه**".[۲۱]

(خلیفۂ باطن جو اپنے زمانہ والوں کا سردار ہوتا ہے اسے قطب کہا جاتا ہے، کیونکہ تمام مقامات واحوال اس کے اندر جمع ہوتے ہیں اوراس کے اردگرد گھومتے ہیں۔)

مندرجہ بالا تعریفات سے غوث کے چند صفات واضح ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

- ''غوث'' خلیفۂ باطن ہوتا ہے۔
- ذات واحد ہوتا ہے ،مقام فردیت پر فائز ہوتا ہے ،زمانہ بھر میں یکتا اور دنیا بھر میں ممتاز ہوتا ہے۔

---

[۲۰]الفتاوی الحدیثیة:۳۲۲

[۲۱]رسائل ابن عابدین شامی:۲۶۴

- زمانہ والوں کا اور اپنے زمانے میں جماعت اولیاء(ابدال) کا سردار ہوتا ہے۔
- مخلوق خدااوراولیاءاللہ کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے۔
- دنیا کے چاروں گوشے میں گشت کرتا ہے۔
- خاص وعام پراس کے احوال پوشیدہ ہوتے ہیں۔
- علم، ذہانت، دنیا سے بے رغبتی، قربت الٰہی، دردمندی اور بے خوفی اس کی حقیقت ہے، جب کہ صورت سے وہ ان پڑھ، بے وقوف، دنیا میں مبتلا، خدا سے دور، تنگدل اور سہما ہوا لگتا ہے۔
- خدائے تعالیٰ کے اسرا کا مظہرِکلی اوراس کے انظار کا منظر ہوتا ہے۔
- اسی پر اصلاحِ عالم کا دارو مدار ہوتا ہے۔

اسی کی برکت سے وجود عنصری اور صورت پیکری کا قیام ہے۔

قطب اور قطب الاقطاب

اوپر کی سطروں میں علما کی توجیہ سے معلوم ہوا کہ ''قطب'' اور ''غوث'' دنیا بھر میں افضل ترین انسان ہوتا ہے ۔قطبیت وغوثیت کے اوپر اورکوئی درجہ نہیں۔یہی جمہور علما،فقہا اورصوفیہ کا مذہب ہے ،مگر بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں تفرد کی راہ اختیار کی ہے ،چنانچہ ابن عربی کہتے ہیں کہ قطب سے اوپر ''قطب الاقطاب'' کامرتبہ ہے،وہ لکھتے ہیں:

''والقطب الکبریٰ ھی مرتبۃ قطب الاقطاب وھو باطن نبوتہ ﷺ فلایکون الالورثتہٖ لاختصاصہٖ علیہ السلام بالاکملیۃ فلایکون خاتم الولایۃ وقطب الاقطاب الاعلی باطن خاتم النبوۃ''.[۲۲]

(قطبیت کبریٰ،یہ قطب الاقطاب کا منصب ہے اور وہ باطن نبوت ہے یہ منصب صرف نبی کے وارثوں کے لئے ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اکملیت خاص ہے، لھٰذا خاتم الولایت اورقطب الاقطاب؛ خاتم النبوت کے باطن پر ہوگا۔)

شیخ اکبر کے نزدیک ''قطبیت'' اور ''قطبیت کبریٰ'' دوالگ الگ چیزیں ہیں۔ عام صوفیہ نے شیخ اکبر کے اس نظریہ سے اِعراض کیا ہے۔شیخ اکبر کے اس نظریہ کی نہ تو کوئی عقلی توجیہ ہے اور نہ کوئی شرعی دلیل، کیونکہ صوفیہ ''غوث'' کوتمام فضائل وکمالات کا جامع مانتے ہیں اوردنیا بھر میں اسے افضل ترین انسان تصور کرتے ہیں،حتی کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفۂ باطن بتاتے ہیں اورانسان کامل سمجھتے ہیں۔''غوث'' کوخلیفۂ باطن کہا جائے یا اسے ''باطن ختم نبوت'' پر کہا جائے ،نتیجۃً دونوں ایک ہی بات ہے۔شیخ اکبر نے قطبیت کبریٰ کی جوتوجیہ کی ہے، وہ غوث کی شخصیت کے منافی نہیں۔غوث خود بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکملیت کا پرتو ہوتا ہے اورآپ کی نبوت کی نیابت کا فریضہ انجام دیتا ہے تو

---

[۲۲]لطائف اشرفی فارسی:۹۶

اِن دو باتوں کی بنیاد پر ''قطبیت کبریٰ'' کو ایک جداگانہ منصب کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ ان دو کے علاوہ اس منصب کی چاہے جو بھی توجیہ ہو؛ غوث کی شخصیت اُس سے خارج نہیں ہو سکتی، کیونکہ صوفیہ نے اپنی تشریحات سے اس منصب کی پہلے ہی بالادستی قائم کر دی ہے۔

غوث کے اس مفصل حقائق واوصاف کے انکشاف کے بعد اب اس امر کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی کہ اس کے اوپر بھی ''قطب الاقطاب'' کا درجہ فرض کیا جائے۔

نام کے فرق سے شخصیت کا فرق لازم نہیں آتا، بلکہ نام کی کثرت؛ شخصیت کے فضائل میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''غوث'' کو انسان کامل، قطبُ الدائرہ، قطب الاقطاب اور قطب المدار وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

> ''قطب کو اس کے اعوان وانصار کے اعتبار سے ''قطبُ الاَقطاب'' بھی کہتے ہیں، کیونکہ ''قطب الاقطاب'' کے اعوان وانصار ''قطب حکمی'' ہیں''۔[۲۳]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ''قطب'' اور ''قطب الاقطاب'' ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے کلام سے بھی ظاہر ہے کہ ولایت کے تمام مراتب؛ درجۂ قطبیت سے فروتر ہیں، چنانچہ امام شطنوفی لکھتے ہیں:

> ''راوی کہتا ہے کہ آپ (عبدالقادر جیلانی) نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے، پھر ایک مدت بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی، جنگل وسمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا کہ ان کے پاس نہ آیا ہو اور ان

---

[۲۳] مکتوبات امام ربانی مترجم: ۵۸۸/۱

کی قطبیت کی وجہ سے سلام نہ کہا ہو''۔ [۲۴]

جہاں سارے اولیاء اللہ ''قطب'' کو سلام کر رہے ہوں، وہاں ''قطب الاقطاب'' کے نام پر کسی ولی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تمام روئے زمین اُس کے فیضان سے معمور ہوتی ہے۔ اہل زمین اس سے اکتساب فیض کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع لاتے ہیں۔ اگر قطب سے اوپر ''قطب الاقطاب'' کا درجہ فرض کیا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ قطب اُس ''قطب الاقطاب'' سے رجوع کرے اور بوقت حاجت اکتسابِ فیض، حالانکہ اُسے جو کچھ فرائض منصبی حاصل ہوتے ہیں وہ منجانب اللہ، رسول کی نیابت میں عطا ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا واسطہ اس کے اوپر خدا کے درمیان حائل نہیں ہوتا۔ وہ پوری زمین میں فرد واحد ہوتا ہے، چنانچہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''وہ (غوث پاک) تو زمین کے قطب ہیں۔ تین سو ولی اللہ اور سات سو رجال غیب؛ زمین والوں اور ہوا میں اڑنے والوں نے جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اپنی گردنوں کو ان کے سامنے ایک وقت میں جھکا دیا تھا''۔[۲۵]
> شیخ احمد رفاعی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔[۲۶]

اور ولایت کا ہر مرتبہ درجۂ قطبیت سے نیچے ہے، چنانچہ شیخ ابو ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

> ''جب شیخ عبدالقادر نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں رہا تھا کہ جس نے اپنی گردن اللہ کے لئے تواضع کرتے ہوئے اور ان کے مرتبہ کا اقرار کرتے ہوئے نہ جھکائی ہو''۔[۲۷]

---

[۲۴] بہجۃ الاسرار مترجم: ۵۶

[۲۵] بہجۃ الاسرار مترجم: ۱۸

[۲۶] ایضاً...... [۲۷] بہجۃ الاسرار مترجم: ۱۹

اس سے زیادہ واضح بیان شیخ عقیل منجی کا ہے۔ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ اس وقت ''قطب'' کون ہے؟ تو کہا کہ:

''وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے، سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا۔اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔وہ جوان عجمی ہوگا، لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے۔وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے اور اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا تو میں اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا، یہ وہ شخص ہوگا کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا خدا اس کو نفع دے گا''۔[۲۸]

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے لئے فضیلت کے یہ سارے مراتب اس لئے ہوں گے کہ وہ ''قطب'' ہیں۔قطبیت ہی جملہ فضائل کی علت ہے۔

اس کا اور زیادہ واضح بیان؛ تاج العارفین ابوالوفا کاکیس کے ہاں موجود ہے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی جب آپ کی زیارت کو آتے تھے تو آپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوجاتے اور حاضرین سے کہتے کہ ولی اللہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔اکثر ان کی خاطر چند قدم چل کر ملتے اور ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ جو شخص اس جوان کے لئے کھڑا نہ ہوگا وہ کسی ولی اللہ کے لئے کھڑا نہ ہوگا۔جب آپ سے لوگوں نے یہ بات مکرر سنی تو اس بارے میں ان کے مریدوں نے کہا تو فرمایا کہ:

''اس جوان پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں علانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں اور وہ

---

[۲۸] بہجۃ الاسرار مترجم:۸

سچا ہوگا کہ ''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے''۔ پس اولیاء
اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی، کیونکہ اس وقت میں وہ
ان کا ''قطب'' ہوگا۔ اب جو شخص تم سے اس وقت کو پائے گا تو اس کو
اسی کی خدمت لازم ہے''۔[۲۹]

اس بیان سے بھی واضح ہے کہ جو قطب ہوگا وہ سارے اولیاء اللہ پر فوقیت رکھے گا۔
ایسی ہی واضح بات شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے کہ:

''میں خدائے عزوجل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ
اس دن ان لوگوں میں سے جن کی تمام ملک میں ولایت قرار پا چکی تھی،
خواہ قریب تھے یا بعید۔ کوئی ایسا ولی نہ ہوگا، مگر اس نے دیکھا ہوگا کہ
قطبیت کا جھنڈا شیخ عبدالقادر کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور فوقیت کا
تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور دیکھا ہوگا کہ ان پر دنیا و مافیہا میں عام
تصرف کی خلعت ہے، جس کو چاہیں ولایت دیں اور جس کو چاہیں
معزول کر دیں۔[۳۰]

مذکورہ بالا متعدد حوالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ''قطبیت'' اور ''غوثیت''
سے بڑھ کر اور کوئی درجہ نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے کچھ لوگ کہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کو جو
مرتبے، جو فضیلتیں اور جو منقبتیں حاصل تھیں وہ اس لئے کہ انہیں ''قطبیت کبریٰ'' کا منصب
عطا ہوا تھا اور وہ ''قطب الاقطاب'' تھے۔ لازماً ان کے زمانہ میں جتنے غوث اور قطب ہوں
گے سب ان سے مستفیض رہے ہوں گے اور انہیں کی طرف رجوع لاتے رہے ہوں گے؟

راقم الحروف اس کے جواب میں صرف دو باتیں عرض کرے گا:-

---

[۲۹] بہجۃ الاسرار مترجم: ۷، ۸

[۳۰] بہجۃ الاسرار مترجم: ۲۰

ایک تو یہ کہ عقل ونقل کی بنا پر قطبیت سے اوپر ''قطبیت کبریٰ'' کا کوئی منصب متعین نہیں ہوتا۔

دوسرے یہ کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے جو فضائل، مناقب اور مراتب، مشائخ نے بیان کئے ہیں ان میں کہیں ''قطبیت کبریٰ'' کو بنیاد نہیں بنایا گیا، بلکہ اُنھیں ہر جگہ ''قطب'' اور ''غوث'' ہی کہا گیا۔ ان کے سارے فضائل؛ قطبیت اور غوثیت کے حوالے سے ہی بیان کئے گئے ہیں، جو اس بات کے روشن ثبوت ہیں کہ قطبیت و غوثیت ہی اصل ہے۔ اس سے الگ ہٹ کر اس کے علاوہ اور اس کے اوپر ''قطبیت کبریٰ'' اور ''قطب الاقطاب'' کا کوئی تصور نہیں۔ غوث ہی ''قطب الاقطاب'' ہے۔

تنبیہ

بعض لوگ ''غوث'' سے اوپر ''قطب المدار'' کا ایک درجہ فرض کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسے ''غوث'' کے نیچے مانتے ہیں، جیسا کہ شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اعتقاد ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ: ''قطب المدار'' کا منصب 'غوث' سے علیحدہ نہیں۔ غوث ہی کو 'قطب المدار' کہتے ہیں، جیسا کہ ابن عربی کا نظریہ ہے۔[۳۱] اور یہ غوث کے چند ناموں میں سے ایک نام ہے، جیسا کہ ''کشاف اصطلاحات الفنون'' میں ہے۔[۳۲]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا تفرد:

شیخ سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اس باب میں ایک عجیب نظریہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گذرا ہے، لیکن سو سال کا مجدّد اور ہے اور ہزار سال کا مجدّد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے؛ اِن دونوں مجدّدوں میں بھی اسی طرح فرق ہے، بلکہ

---

[۳۱] مکتوبات امام ربانی: ۱-۴/ ۵۸۸

[۳۲] کشاف اصطلاحات الفنون: ۳/ ۳۹۴

اس سے زیادہ۔اور مجدّد وہ ہوتا ہے کہ فیوض وبرکات میں سے جو کچھ
اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے، اس کے واسطے سے پہنچتا ہے
،اگر چہ اس وقت کے قطب اوراوتادہوں اورابدال ونجباہوں''۔[۳۳]

یہ نظریہ نہ تو شیخ سرہندی سے پہلے کسی نے پیش کیا اور نہ ہی ان کے بعد کسی نے اِسے مقبول رکھا۔تمام اولیاءاللہ ''غوث وقطب'' کی طرف رجوع لاتے ہیں اور وہ کسی سے اکتسابِ فیض نہیں کرتے۔سب پر ان کے فیضان کا سایہ ہوتا ہے۔کوئی اس کی نگرانی سے باہر نہیں، چاہے وہ ایک ہزار سال کا مجدد ہو یا سو ہزار سال کا، چہ جائیکہ ''غوث'' ہی کسی سے اکتساب فیض کرے۔

متفرقات

حقیقی،اصلی اوراصطلاحی ''قطب'' وہی ہے، جسے ''غوث'' کہتے ہیں۔صوفیہ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ مطلقاً بغیر کسی اضافت کے بولا جائے تو اس سے ''غوث'' مراد ہوتا ہے اور جب اس لفظ کی اضافت کسی شہر یا صوبہ یا جماعت یا کسی خاص لقب کی طرف ہو تو اس وقت ''غوث'' کے علاوہ ایک دوسرا شخص مراد ہوتا ہے جو اس شہر یا صوبہ یا جماعت میں افضل اور منفرد ہوتا ہے،جیسا کہ ابن عربی لکھتے ہیں:

" و قد یتوسعون فی ھٰذا الاطلاق فیسمون قطبا کل من دار علیہ مقام من المقامات و انفرد بہ فی زمانہٖ علی ابنا ء جنسہٖ ،وقد یسمّی رجل البلد قطب ذلک البلد وشیخ الجماعۃ قطب تلک الجماعۃ". [۳۴]

(لوگ اس لفظ کے استعمال میں وسعت اختیار کر چکے ہیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس پر کوئی مقام گردش کرتا ہو یا وہ اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں سے منفرد ہو تو اسے قطب کہہ دیتے ہیں۔شہر کے افضل انسان کو

---

[۳۳] مکتوبات امام ربانی مترجم:۱-۲/۴-۹۵
[۳۴] الفتوحات المکیۃ:۱۰/۳

اُس شہر کا قطب کہتے ہیں اور شیخِ جماعت کو اس جماعت کا قطب
کہتے ہیں ۔)

جیسا کہ بولا جاتا ہے :قطبِ بہار،قطبِ بنگالہ، قطبِ بنگلور،قطبِ بنارس، قطبُ المتوکلین ،قطبُ العارفین ،قطبُ الواصلین ،قطبُ السالکین ،اور قطبُ الارشادوغیرہ ۔شہر یا صوبہ کی قطبیت تو صوفیہ کے ہاں ثابت ہے ،لیکن ان کے نزدیک کسی ملک کی قطبیت کا کوئی منصب نہیں، چنانچہ وہ کسی کوقطبُ العرب،قطبُ الشام اور قطبُ الہندوغیرہ نہیں کہتے ۔

☆☆☆

منصبِ غوثیت کا اِجرا

امت محمدیہ میں پہلا ''غوث'' کون ہوا؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں 'قطب الابدال' اویس قرنی تھے''۔[۳۴]

شیخ اکبر لکھتے ہیں:

''اقطاب میں سے کچھ ظاہر الحکم ہوتے ہیں، خلافتِ باطنہ کی طرح ان کے لئے خلافت ظاہرہ بھی جائز ہوتی ہے۔ جیسے ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز اور متوکل ......اور کچھ وہ ہیں جن کے لئے خلافت باطنہ خاص ہے، ان کا ظاہر میں کوئی حکم نہیں چلتا، جیسے احمد بن ہارون، رشید بُستی، اور ابو یزید بسطامی......اور اکثر اقطاب کو ظاہری خلافت نہیں ملتی''۔[۳۵]

علامہ شامی نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔[۳۶]

یونہی علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چاروں خلیفہ اپنے اپنے دورِ خلافت میں ''غوث'' تھے۔ پھر ان کے بعد امام حسن غوث ہوئے، یہی جمہور کا نظریہ ہے''۔[۳۷]

صوفیہ میں تونسی کا نظریہ ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو غوثیت کا منصب عطا ہوا''۔[۳۸]

---

[۳۴] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۶۵

[۳۵] الفتوحات المکیۃ: ۳/۱۱

[۳۶] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶

[۳۷] شرح الزرقانی: ۷/۴۷۹......[۳۸] رسائل ابن عابدین شامی: ۲۵۶، شرح الزرقانی: ۷/۴۷۹

بعض علما کا خیال ہے کہ صحابہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز پہلے غوث ہوئے''۔[۳۹]

راقم الحروف لکھتا ہے کہ صوفیہ کے نزدیک حضرت ملاعلی قاری کی بات کسی طرح مقبول نہیں ہوسکتی، کیونکہ غوث ''افضل زمانہ'' ہوتا ہے۔ حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ بے شمار صحابہ کی موجودگی میں مفضول تھے،حتی کہ خلفاء اربعہ، بدری صحابہ اور عشرۂ مبشرہ ان سے کئی درجہ افضل تھے۔ افضل گروہ کے ہوتے ہوئے ایک مفضول شخص کو غوثیت کا منصب عطا ہونا حیرت انگیز ہے۔

تونسی کے نظریہ کو زرقانی اور شامی نے یہ کہہ کر رد کردیا ہے کہ سلف میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔[۴۰]

میں سمجھتا ہوں کہ غوث اپنے زمانہ کا سردار اور قائد ہوتا ہے اور سرداری اور قیادت مرد کو عورت پر حاصل ہوتی ہے نہ کہ عورت کو مرد پر۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ''غوث'' قرار دینے کا مطلب یہ بنا کہ آپ تمام مرد صحابہ کی سردار اور قائد تھیں، جبکہ شریعت نے ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (النساء:۳۴)............(مرد عورتوں کے کفیل ہیں)............ کہہ کر قیادت و کفالت اور سرداری و امارت کا منصب مرد حضرات کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

صوفیہ کے اعتقاد کے مطابق ؛غوثیت وقطبیت ''باطنی خلافت'' ہے اور قطب و غوث ''خلیفۂ باطن'' ہوتا ہے تو پھر ظاہری خلافت پر جلوہ افروز ہونے والے خلفاء راشدین اس منصب پر کیسے فائز ہوسکتے ہیں؟

اگر خلافت ظاہرہ منصبِ غوثیت ہے تو پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس منصب سے دستبردار ہوگئے تو ان کی زندگی میں کون منصبِ غوثیت پر فائز رہا؟

اگر یہ کہا جائے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستبرداری کے بعد اس خلافت کی

---

[۳۹] رسائل ابن عابدین شامی:۲۵۶، شرح الزرقانی:۷/۴۷۹

[۴۰] رسائل ابن عابدین شامی:۲۵۶، شرح الزرقانی:۷/۴۷۹

باگ ڈور امیر معاویہ کے ہاتھ میں چلی گئی۔لھٰذا یہ منصب بھی ادھر ہی منتقل ہو گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا ایک بچہ بھی امیر معاویہ کو غوث ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اور پھر صوفیہ کے اعتقاد کے لحاظ سے غوث کبھی اپنے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔

یا پھر یہ کہا جائے کہ خلافت ظاہرہ کے مطابق امیر معاویہ غوث ہوئے اور خلافت باطنہ کے لحاظ سے امام حسن۔ گویا ایک وقت میں دو غوث تھے، حالانکہ مذکورہ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد کوئی اور اس منصب پر فائز ہوا تو یہ کہنا بھی دشوار، کیونکہ لازم آئے گا کہ امام حسن سے افضل ترین بھی کوئی اس وقت موجود تھا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ دستبرداری کے بعد بھی امام حسن ہی غوثیت کے منصب پر باقی رہے ،فرق یہ ہوا کہ پہلے وہ ''خلیفۂ ظاہر'' تھے اور اب ''خلیفۂ باطن'' ہیں تو یہ قول مدّعیٰ کے خلاف ہوگا، کیونکہ ''ظاہری خلات'' کو غوثیت کا منصب قرار دیا گیا تھا۔

حیرت ہے کہ علامہ زرقانی نے خلفاء راشدین کی غوثیت کو جمہور کا مسلک قرار دیا ہے، جب کہ اس کے برخلاف علما اور صوفیہ کی تحریروں سے ثابت ہے کہ غوث؛ ''خلیفۂ باطن'' ہوتا ہے، بلکہ ابن حجر ہیتمی نے صاف لکھ دیا کہ غوث'' کے منصب کا اجرا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ذات سے ہوا ہے، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

> ''ومن ثم لما ذهبت عنهم الخلافة الظاهرة لكونها صارت ملكا لذا لم تتم للحسن عوضوا عنها بالخلافة الباطنة حتى ذهب قوم الى ان قطب الاولیا فی كل زمان لايكون الا منهم''.[۴۱]

> (معلوم ہوا کہ جب اہل بیت سے خلافت ظاہرہ رخصت ہوگئی ، کیونکہ وہ بادشاہت میں بدل گئی اور امام حسن کے لئے بھی وہ خلافت پوری نہ ہوئی تو اس کے بدلے میں اُنھیں خلافت باطنہ

---

[۴۱] الصواعق المحرقہ :۲۲۳

(غوثیت) سے نوازا گیا، یہاں تک کہ ایک قوم کا نظریہ ہے کہ ''غوث'' ہر زمانے میں اُنہی کی اولاد سے ہوگا۔)

شمس الحق عظیم آبادی نے بھی ابوداؤد کی شرح ''عون المعبود'' میں ایسا ہی لکھا ہے۔[۴۲]

ملا علی قاری بھی رقمطراز ہیں:

''بے شک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ و بلا؛ یہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا''۔[۴۳]

مذکورہ اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ منصب غوثیت کا اجرا؛ خلافت ظاہرہ کے ختم ہونے کے بعد ہوا ہے۔ گویا ''غوثیت'' خلافت ظاہرہ سے علیحدہ ایک چیز ہے۔ یہیں سے ثابت ہو گیا کہ خلفاء اربعہ غوثیت کے منصب پر فائز نہیں تھے، کیونکہ اس وقت تک اس منصب کا اجرا نہ ہوا تھا۔

یونہی بعض علما کا یہ کہنا کہ ''صحابہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز پہلے غوث ہوئے'' لایعنی بات ہے:

ایک تو یوں کہ غوثیت؛ باطنی خلافت کا نام ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ظاہری خلافت حاصل تھی۔

دوسرے یوں کہ صوفیہ کی توجیہ کے مطابق حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد کوئی صحابی ''غوث'' نہ ہوا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں تاج خلافت سے سرفراز ہوئے [۴۴] جب کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۱ھ میں شہید

---

[۴۲] عون المعبود: ۲۸۹/۱۱

[۴۳] طرد الافاعی: ۲۵

[۴۴] سیر اعلام النبلاء: ۱۴۳/۵

ہو چکے تھے۔[۴۵] گویا ان دونوں حضرات کے بیچ کوئی غوث پیدا نہ ہوا۔ اور ۶۱ھ تا ۹۹ھ کے درمیان کا ۳۷ سالہ دور بغیر غوث کے گذرا، حالانکہ صوفیہ کا اعتقاد ہے کہ غوث کے بغیر آسمان وزمین قائم نہیں رہ سکتے۔

تیسرے یوں کہ بالفرض حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد بھی صحابۂ کرام میں غوث ہوتے رہے تو ۱۰۰ھ تک دنیا میں صحابی رسول کا وجود ثابت ہے اور وہ بالاجماع حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں [۴۶] اگر یہ غوث تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز غوث نہ ہوں گے ورنہ ایک زمانہ میں دو غوث کا ہونا لازم آئے گا، کیونکہ صوفیہ کا نظریہ ہے کہ غوث کی وفات کے بعد ہی کوئی دوسرا اس منصب پر بحال ہوسکتا ہے۔ اور یہاں حضرت ابوالطفیل کی حیات ہی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا منصبِ غوثیت پر فائز ہونا لازم آتا ہے اور اگر عمر بن عبدالعزیز غوث تھے تو صحابی رسول سے پہلے ہی ان کا غوث ہونا قرار پائے گا، حالانکہ مدّعا یہ ہے کہ وہ صحابہ کے بعد سب سے پہلے غوث تھے۔

چوتھے یوں کہ اگر مانا جائے کہ حضرت ابوالطفیل کے علاوہ ۹۹ھ میں وفات پانے والے کسی دوسرے صحابی رسول کے فوراً بعد آپ کو غوثیت کے تاج سے نوازا گیا تو لازم آیا کہ ۹۹ھ تا ۱۰۰ھ کے درمیان بعض صحابہ کے ہوتے ہوئے؛ ایک مفضول شخص کو ''غوث'' بنادیا گیا، حالانکہ غوث اپنے زمانہ کا افضل انسان ہوتا ہے۔ اور پھر ۹۹ھ میں وفات پانے والے بعض صحابہ کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا ہے کہ وہ غوث تھے۔ کہ اُن صحابی رسول کی وفات پر کہا جاسکے کہ ان کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز کو غوثیت کا منصب عطا ہوا۔

---

[۴۵] سیر اعلام النبلاء: ۳۱۸/۴

[۴۶] تاریخ الاسلام: ۵۲۷/۵

غوث کے احوال

''غوث'' کے بے شمار مختلف احوال ہیں ۔جن میں سے بعض کا ذکر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے حوالہ سے ہو چکا ہے۔ یہاں پر مزید کچھ احوال رقم کئے جاتے ہیں۔شیخ اکبر کی بعض تحریروں میں ہے کہ:

''قطب کا نام ''عبداللہ'' ہے اور وہ ''عبدالجامع'' ہے۔وہ اصل اور نقل کے تمام ناموں سے متصف ہوتا ہے۔وہ حق کا آئینہ،صفات مقدسہ کا مظہر اور مظاہر الٰہیہ کی روشن گاہ ہے۔ وہ صاحب وقت ،عین زمان اور تقدیر کا راز ہے۔اس کے پاس دہر الدہور کا علم ہے جس پر پردہ پڑا ہوا ہے ،جو غیرت کے خزانوں میں محفوظ اور حفاظت کی چادر میں ملبوس ہے۔اسے کوئی شبہ لاحق نہیں ہوتا اور نہ کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ جو اس کے مقام کے خلاف ہو۔وہ اپنی طبیعت کا حق؛ حد شرع تک پورا کرتا ہے اور روحانیت کا حق؛ حد الٰہی تک ۔وہ تراز و رکھتا ہے اور مقدار معین پر تصرف کرتا ہے۔وقت اس کا وہ وقت کا۔وہ اللہ کا نہ کہ غیر کا۔اس کا حال عبدیت اور محتاجی۔ برے کو برا سمجھتا ہے اور اچھے کو اچھا۔وہ اس جمال سے محبت کرتا ہے جو زینت میں اور لوگوں میں پنہاں ہے۔روحیں اس کے پاس اچھی صورتوں میں پیش ہوتی ہیں۔ وہ عشق کے سبب نرم ہوتا ہے ۔وہ اللہ کے لئے غیرت دار ہوتا ہے اور اللہ کے لئے غضب ناک ہوتا ہے۔مظاہر الٰہیہ؛ تدبیر کے ساتھ اس کے لئے مقید نہیں ہوتے ، بلکہ آزاد ہوتے ہیں ،تو غیب وشہادت کے پردے سے ؛بشر محسوس کی جانب سے؛ اس کی روحانیت مدبر کی تدبیر میں اس کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔وہ ہر شے میں حق ہی کا جلوہ دیکھتا ہے۔اس کے اندر اسباب کو وضع کرتا ہے اور اسے قائم کرتا ہے،اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے فیصلہ کو نافذ کرتا ہے، وہ اس کی طرف نزول کرتا ہے یہاں تک کہ وہ (روحانیت) اس کا فیصلہ کرتی ہے اور اس میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اس حال پر ہوتا ہے۔اگر وہ کما کر کھانے والا دولتمند ہوتا ہے تو ان میں اس طرح تصرف کرتا ہے جیسے کوئی غلام اپنے مہربان آقا کے مال میں تصرف کرتا ہے۔اور اگر وہ خود کمانے والا نہیں ہوتا

بلکہ نذر وفتوح پر گذر بسر کرتا ہے تو اس کا نفس ان پر بھروسہ کر کے کھڑا نہیں رہتا، بلکہ وہ بوقت ضرورت اپنی طبیعت کی خواہش کے مطابق اس کے سامنے اس طرح رکھتا ہے جیسے وہ اس کے پاس طبیعت کا سفارشی بن کر آیا ہو۔ تو بقدر حاجت وہ طبیعت کے لئے لیتا ہے اور چلا جاتا ہے تو جب وہ کچھ نہیں پاتا تو اپنی حاجتِ طبیعت میں سے اللہ سے التجا کرتا ہے کہ اسی سے سوال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کی طبیعت کا والی ہے، پھر اللہ کی جانب سے اپنے سوال کی قبولیت کا انتظار کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا ہے تو جلد یا بدِیر اس کے سوال کو پورا کرتا ہے۔ اس کا مرتبہ مانگنے میں گریۂ وزاری کرنا ہے اور اپنے حقِ طبیعت کی سفارش کرنا ہے۔ بخلاف اصحابِ احوال کے، کیونکہ چیزیں ان کی ہمتوں اور اپنے آپ سے اسباب کو دور کر دینے کی وجہ سے ہوتی ہیں تو وہ ربّانی ہوتے ہیں۔ غوث؛ حال سے پاک ہوتا ہے وہ علم میں ثابت اور مشہود ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ تصرف کرتا ہے۔ اگر حق تعالیٰ ہونے والی چیزوں پر اسے مطلع کرتا ہے تو وہ اس کے بارے میں اس اعتبار سے خبر دیتا ہے کہ وہ اللہ کا محتاج اور احسان مند ہے۔ وہ فخریہ ایسا نہیں کرتا۔ زمین اس کے لئے لپیٹی نہیں جاتی۔ نہ وہ ہوا میں اڑتا ہے اور نہ پانی پر چلتا ہے اور نہ بلا وجہ کھاتا ہے اور نہ مذکورہ خوارقِ عادات میں سے کوئی چیز اس پر طاری ہوتی ہے۔ احوال کا اس کے پاس بہت کم گذر ہوتا ہے، وہ بھی اس امر کی وجہ سے جسے وہ حق دیکھتا ہے تو کرتا ہے، بھوک کی وجہ سے وہ اس کا مطلوب نہیں ہوتا، نہ اضطراری طور پر اور نہ اختیاری طور پر"۔ المختصر [۴۷]

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ "غوث" کی مندرجہ ذیل علامتیں ہیں:

> "عصمت، رحمت، خلافت، نیابت اور عرش عظیم اٹھانے والوں کی مدد اسے پہنچتی ہے۔ حقیقت ذات اور احاطۂ صفات کا پردہ اس کے لئے ہٹا دیا جاتا ہے۔ بردباری اور موجودین کے درمیان فضل کی کرامت سے اسے سرفراز کیا جاتا ہے"۔ ملخص [۴۸]

---

[۴۷] الفتوحات المکیۃ: ۲/۷۸، ۷۹

[۴۸] کتاب الیواقیت والجواھر: ۲/۷۸

غوث کی خصوصیات و کیفیات

نااھل غوث کی طرف آنکھ اٹھاکر نہیں دیکھ سکتا

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

'غوث' بڑے بڑے واردات کے متحمل ہوتے ہیں اور وہ ان وارادات کا بوجھ برداشت کرتے ہیں جن سے دنیا والے عاجز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہیبت ووقار کا پرشکوہ پیرہن زیبِ تن فرماتا ہے۔ اس لئے نگاہوں میں ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہوتی۔

جیسا کہ امام شعرانی نے اپنی کتاب مذکور میں تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''اکثر اولیا غوث سے مِل نہیں پاتے اور نہ ہی وہ اُسے پہچانتے ہیں، چہ جائیکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا اُنھیں دیکھے، کیونکہ پوشیدہ رہنا اس کی شان ہے۔ اگر وہ ظاہر ہوجائے تو کوئی اس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ اہلیت نہ ہو''۔

ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو وہ ہیبت کے مارے کانپ اٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سکون رکھو! میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھی''۔

یہ اس شخص کا حال جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہا تھا، حالانکہ آپ کی عادت میں بے پناہ انکساری تھی اور غوث یقیناً روئے زمین میں رسول کا نائب ہوتا ہے۔

[میں کہتا ہوں] سید شریف نے فرمایا کہ: مجھ سے سیدی شیخ

عثمان خطاب نے حکایت بیان کی کہ: میں عارف باللہ سیدی شیخ ابوبکر دقدوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حج میں تھا۔ میں نے گذارش کی کہ: مکہ میں رہنے والے غوث سے ملاقات کی جائے تو آپ نے فرمایا: اے عثمان! تم اسے دیکھ نہ پاؤ گے۔ انہوں نے کہا: ضرور......اور اپنے شیخ سے زمزم اور مقام کے درمیان قسم لی کہ اس کے آنے تک یہاں سے جانا نہیں۔ اچانک سیدی عثمان کا سر بوجھل ہونے لگا یہاں تک کہ داڑھی ران تک جُھک آئی۔ ایسے میں غوث تشریف لائے اور شیخ ابوبکر کے ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر گفتگو فرمائی، پھر غوث نے آپ سے فرمایا کہ: عثمان کو خیر کی وصیت کرو، کیونکہ اگر وہ جیتا رہا تو مردانِ خدا میں سے ایک مرد ہوگا۔ جب غوث نے واپسی کا ارادہ کیا تو ''سورۂ فاتحہ''اور''سورۂ لایلٰف قریش'' کی تلاوت فرمائی اور رخصت ہوگئے۔ شیخ ابوبکر ان کا ساتھ چھوڑ کر واپس آئے۔ سیدی عثمان کی گردن کچھ دیر جُھکی رہی۔ جب ان کی سماعت بحال ہوئی تو شیخ ابوبکر نے فرمایا: اے عثمان! غوث کی گفتگو سن کر تمھاری یہ کیفیت ہوگئی اگر تم اس کا چہرہ دیکھتے تو کیا حال ہوتا؟ اس دن سے سیدی عثمان جب کسی سے مل بیٹھتے اور واپس ہوتے تو غوث کے طریقے کو تبرک سمجھ کر سورۂ فاتحہ اور سورۂ قریش پڑھا کرتے''۔[۴۹]

[۴۹] رسالہ ابن عابدین شامی: ۲۷۵، ۲۷۶

غوث کبھی اوجھل ہوتا ہے اور کبھی سامنے آجاتا ہے

حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرۂ النورانی ارشاد فرماتے ہیں:

''غوث''لوگوں کی نظروں سے کبھی اوجھل ہو جاتا ہے اور کبھی سامنے آ جاتا ہے۔

جیسا کہ غوث پاک سے پہلے کے ایک غوث کا حال منقول ہے۔ابوسعید عبداللہ تمیمی شافعی بیان کرتے ہیں:

''میں جوانی کے عالم میں تحصیل علم کی غرض سے بغداد آیا۔ان دنوں ابن سقا میرا ساتھی تھا۔مدرسہ نظامیہ کی طالب علمی کے دور میں؛عبادت،تعلیم اور صالحین کی زیارت سے میں مشرف ہوتا رہا۔ان دنوں بغداد میں ایک صاحب تھے جنھیں غوث کہا جاتا تھا۔چاہا تو چھپ گئے،چاہا تو سامنے آ گئے۔میں،ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ باندھا۔

ابن سقا نے کہا:میں آج ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے۔

میں نے کہا:میں ان سے ایک مسئلہ پوچھ کر دیکھوں گا کیا جواب دیتے ہیں؟

شیخ نے فرمایا:خدا کی پناہ!میں ان سے پوچھ تاچھ کروں؟میں تو ان کی توجہ اور زیارت کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم تینوں ان کے پاس پہنچے تو انہیں اس جگہ نہ پایا۔لمحہ بھر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں؟''۔الخ[۵۰]

'غوث' کے چھپنے اور ظاہر ہونے کا ایک واقعہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی علیہ الرحمۃ سے بھی منقول ہے۔وہ فرماتے ہیں:

'غوث'اچھے یا برے ہر حال میں پوشیدہ نہیں رہتا۔چنانچہ''طبقات الصوفیہ''میں منقول ہے کہ ابوالحسن درّاج فرماتے ہیں:

---

[۵۰]لطائف اشرفی فارسی:۱۰۰،۱۰۱

''میں دوسفر میں اپنے ہمراہیوں سے اکتا گیا تھا۔ وہ آپس میں کینہ رکھتے اور ایک دوسرے سے عار کرتے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب تنہا سفر کروں گا۔
جب تنہا سفر کرتا ہوا مسجد فارسیہ پہنچا تو مصیبت کے مارے ایک بوڑھے کوڑھی کو وہاں دیکھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور پوچھا: اے ابوالحسن! حج کا ارادہ ہے؟
میں نے گھن کھاتے ہوئے ناگواری سے جواب دیا: ہاں!
پوچھا: کسی ہمراہی کی تلاش ہے؟
میں نے دل میں کہا: بھلے مانسوں سے بھاگا تو کوڑھی کے ہاتھ لگا۔
میں نے کہا: نہیں۔
اس نے کہا: کسی کو ہمراہی بنالو۔
میں نے کہا: خدا کی قسم! کسی کو ہمراہی نہ بناؤں گا۔
اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔
میں نے کہا: ٹھیک ہے اور انکار کرتا ہوا وہاں سے چل پڑا۔
دوپہر کے وقت جب میں دوسری منزل پر پہنچا تو اسے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔
اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔
میں کچھ نہ بولا اور وہاں سے چل پڑا، لیکن میرے دل میں اس کی طرف سے ایک الجھن اور فکر پیدا ہوگئی، پھر میں جلد از جلد صبح کے وقت جب دوسری منزل پر پہنچا، مسجد میں داخل ہوا تو اسے دیکھا کہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔
اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا کمزور سے وہ کام لے لیتا ہے کہ طاقت والا تعجب کھاتا ہے۔
میں اس کے سامنے گیا اور زمین پر گر پڑا۔

میں نے عرض کیا: میں معذرت کرتا ہوں اللہ سے اور آپ سے۔

اس نے پوچھا: تیرا کیا مقصد ہے؟

میں نے کہا: مجھ سے غلطی ہوگئی۔ میں ہمراہی چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: تو نے تو کہا تھا کہ مجھے ہمراہی نہیں چاہئے۔ مجھے گوارا نہیں کہ تیری قسم ٹوٹے۔

میں نے کہا: تو ایسا کیجئے کہ ہر منزل میں آپ کی زیارت ہو۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

یہ سن کر سفر کی تکان اور بھوک جاتی رہی اور میرا ہر غم غلط ہوگیا۔ بس ایک فکر رہ گئی تھی کہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچوں اور اُسے دیکھوں۔ جب میں مکہ پہنچا تو صوفیوں سے اس قصہ کو بیان کیا۔ شیخ ابوبکر کتابی اور اور ابوالحسین مزیّن نے کہا:

''وہ شیخ جعفر مجذوم ہیں''۔

تیس سال سے ہم ان کی زیارت کے آرزومند ہیں۔ کاش آپ انہیں دوبارہ دیکھ پاتے!

میں وہاں سے اٹھا، کعبہ پہنچا، طواف کررہا تھا کہ انہیں دیکھا۔

میں پلٹا اور آکر اُن لوگوں سے کہا کہ: انہیں میں نے یہاں بھی دیکھا۔

وہ بولے: اس بار اگر آپ انہیں دیکھیں تو دھیان رکھیں اور ہمیں آواز دیں میں نے کہا: ایسا ہی کروں گا۔

جب میں مکہ سے نکل کر مِنیٰ اور عرفات پہنچا تو پھر انہیں نہ پایا۔

کنکری مارنے کے دن کسی نے مجھے پکار کر کہا: ''**السلام علیکم یا ابا الحسن**''.

میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی ہیں۔

اُنہیں دیکھ کر میرا یہ حال ہوا کہ میں چلا اٹھا اور بے خود ہو کر گر پڑا اور وہ رخصت ہوگئے۔[۵۱]

---

[۵۱] لطائف اشرفی فارسی: ۹۹،۱۰۰

غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے

بعض اولیائے کرام کی روحانیت اتنے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ ایک ساعت میں متعدد مقامات پر موجود ہو جاتے ہیں۔غوث کی روحانیت تو ان اولیائے کرام سے بھی کہیں بدرجہا بلند و بالا ہوا کرتی ہے۔اس لئے غوث اکثر حالتوں میں کعبہ کی مجاوری کرتا ہے اور اُسے بارہا طوافِ کعبہ کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''غوث'' کعبہ کے مجاور ہوتے ہیں''۔ایک عزیز نے دریافت کیا کہ بعض اکابر دوسرے شہروں میں رہتے تھے اور وہ غوث روزگار تھے، چنانچہ حضرت ابوالعباس آمُل میں، حضرت غوث الثقلین وغیرہ بغداد میں ہوئے ہیں۔اگر غوث کے لئے کعبہ کی مجاوری شرط ہے تو یہ بات کیسے درست ہوگی؟ فرمایا: کعبہ کی مجاوری غوث کے لئے شرط لازمی نہیں ہے۔اولیاء کاملینِ حق کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی قوت مرحمت فرمائی ہے کہ پلک جھپکتے چند جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں اور غوث تو ان سب سے زیادہ کامل ہوتا ہے''۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کے حالات میں بھی اس قسم کا ایک واقعہ ملتا ہے، چنانچہ حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

'' حضرت سیدی [مخدوم پاک] کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق؛ پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کوس کی دوری پر شغل (عبادت وریاضت) کررہے تھے۔ مدت پوری کر لینے کے بعد جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا

واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے''۔[۲۵]

امام شعرانی بھی اس بارے میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

''غوث اپنے جسم کے ساتھ جہاں اللہ چاہتا ہے، موجود ہوتا ہے۔ وہ کسی خاص جگہ میں ٹھہرنے کا پابند نہیں، اُس کی شان پوشیدہ رہنا ہے تو وہ کبھی لوہار بن جاتا ہے، کبھی تاجر اور کبھی لوبیا وغیرہ بیچنے والا''۔[۵۳]

غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے

مخدوم پاک علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''غوث'' کا جسم ہر چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ لوگوں نے نقل کیا ہے کہ شیخ اکبر [ابن عربی] نے ایک شخص کو خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی سے ٹکراتا نہیں تھا۔ دو آدمیوں کے بیچ سے گذر جاتا اور کسی کو دھکّا نہ لگتا۔ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی روح ہے جس نے روپ دھارن کیا ہے۔ میں بغور اُسے دیکھتا رہا، پھر آگے بڑھ کر سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کے ساتھ ہولیا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ یہ احمد سبطی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس زمانے کا غوث کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں، میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین''۔[۵۴]

---

[۵۲] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۰

[۵۳] کتاب الیواقیت والجواھر: ۲/ ۱۸

[۵۴] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۶

غوث کو شدید دردِسر کی شکایت رہتی ہے

غوث کی ایک کیفیت یہ ہے کہ دنیا میں ہونے والی واردات کے بوجھ سے جیسے اس کا سر پھٹا جا رہا ہو، کیونکہ آسمان وزمین کی ساری بلائیں [اورامداد] پہلے غوث پر آتی ہیں، پھر اس سے بچ کر دنیا میں پھیلتی ہیں۔

جیسا کہ سیدی علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''چونکہ غوث رضی اللہ عنہ مخلوق پر اُترنے والی ساری بلاء وامداد کو حق سے لے لیتا ہے، اس لئے اس کا سر واردات کے بوجھ سے ہمیشہ پھٹتا رہتا ہے''۔[۵۵]

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

''چونکہ آسمان وزمین کی بلائیں ''غوث'' پر پڑنے کے بعد ہی پھیلتی ہیں، اس لئے وہ ہمیشہ شدید دردِسر کا شکار رہتا ہے۔جیسے رات دن کوئی اس کے سر پر چوٹ کررہا ہو''۔[۵۶]

بحالی ومعزولی کا منصب غوث کے سپرد ہوتا ہے

مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

''اب سے [جبل الفتح والے غوث کے انتقال فرمانے کے بعد] عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے۔اور دورۂ عالم میرے سپرد کیا گیا ہے''۔[۵۷]

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو منصبِ غوثیت پر فائز ہوتا ہے، اسے بحالی و معزولی کا اختیار ہوتا ہے ،جسے چاہے ولایت کا عہدہ دے اور جسے چاہے معزول کردے،جیسا کہ غوث پاک نے ایک کافر کو''ابدال'' بنایا اور تین ابدال کی قوت پرواز کو

---

[۵۵] رسائل ابن عابدین شامی:۴/۲۷۴

[۵۶] رسائل ابن عابدین شامی:۴/۲۷۴

[۵۷] لطائف اشرفی فارسی:۳/۱۰۳، برکات چشتیہ:۳۵۹

سلب کرلیا اور مخدوم پاک نے اپنے پیرزادہ حضرت شیخ نور نور اللّٰہ قلبہ بانوار العرفان کو بنگال کی قطبیت کے عہدہ پر مامور کیا۔[۵۸] رہ گئی یہ بات کہ کسی کو منصبِ غوثیت پر فائز کرنے کا اختیار ''غوث'' کو ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام شعرانی کا فیصلہ ہے کہ:

''اگر یہ سوال ہو کہ غوث کو اپنے ساتھیوں یا اپنی اولاد میں سے کسی کو غوثیت کا عہدہ دینے کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ: اسے اس کام کا اختیار نہیں ہوتا۔ ہمیں خبر پہونچی ہے کہ بعض غوث نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کے بعد ان کے بیٹے کو غوث بنا دیا جائے تو غیب سے آواز آئی: ''یہ وراثت ظاہری امور میں ہوتی ہے۔ باطنی معاملات تو یہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سپرد ہیں''۔[۵۹]

لیکن مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''غوث کی دعا سے دوسرے کو غوثیت کا عہدہ نصیب ہوتا ہے''۔ جیسا کہ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی غوث کی دعا سے اس منصب شریف سے مشرف ہوئے۔[۶۰] اور دلیل میں انہوں نے ابوسعید عبداللہ تمیمی شافعی کا بیان کردہ وہ واقعہ نقل کیا ہے، جبکہ وہ، ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی بغداد کے غوث کی زیارت و ملاقات کے لئے گئے تھے تو وہاں پر اس غوث نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کو دعائیں دی تھیں اور اپنے قریب بلاکر عزت دیتے ہوئے کہا تھا: عبدالقادر! تو نے اپنے خدا و رسول کو خوش کرلیا۔ اس حسنِ ادب پر میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ بغداد میں منبر پر کھڑا ہوکر اعلان کررہا ہے ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' اور میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ اس وقت کے سارے اولیا تیری تعظیم میں اپنی گردنیں جھکا دیں۔[۶۱]

---

[۵۸] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۴

[۵۹] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۵

[۶۰] کتاب الیواقیت والجواھر: ۸۲/۲

[۶۱] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۱

میں تصرف کا عام اختیار ہوتا ہے، وَیسے غوثیت کے عہدہ میں تصرف کا اختیار نہ ہو، البتہ اسے دعا کی اجازت ہو اوراس کی دعا مقبول بھی ہوتی ہو۔

غوث کی نماز جنازہ غوث ھی پڑھاتا ھے

مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''[جبل الفتح والے] غوث کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہونے کے بعد ان کی نماز جنازہ میں نے پڑھائی، کیونکہ غوث کی نماز جنازہ غوث کے سوا کون پڑھا سکتا ہے؟''۔[۶۲]

مخدوم پاک نے اپنے ان جملوں میں غوثیت کا ایک قانون پیش کر دیا ہے کہ غوث کی نماز جنازہ ''غوث'' ہی پڑھاتا ہے۔

غوث کا مزار ظاھر نہیں ھوتا

مخدوم پاک رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ عمادالدین اسماعیل ابن شیخ صدرالدین اسدی قریشی [سجادہ نشین شیخ رکن الدین، ملتان] فرماتے تھے: غوث کا مزار غوث کے سوا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے، مگر اس 'درویش اشرف'، 'حضرت غوث الثقلین' قدس سرہٗ اور چند غوث کی قبر نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی، تا کہ بندگانِ خدا کو قیامت تک ان سے فیض حاصل ہوا کرے اور حاجت مند اپنی مراد کو پہونچیں''۔[۶۳]

حضرت شیخ عمادالدین علیہ الرحمۃ کے اس مبارک ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے کہ غوث کا مزار غوث کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مخدوم پاک کی توجیہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں چند ہی غوث کا مزار ظاہر ہوا ہے جن میں غوث پاک اور مخدوم پاک علیہ الرحمہ والرضوان کے مزار شامل ہیں۔

---

[۶۲] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۱

[۶۳] صحائف اشرفی: ۱۴۰

نیز یہ بھی کہ مخدوم پاک کے بعد اب کسی غوث کا مزار ظاہر نہ ہوگا۔

غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں

امام شعرانی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

”غوثیت کی کوئی معینہ مدت نہیں ،غوث اپنی غوثیت کے عہدہ پر کم وبیش کئی سال تک قائم رہتا ہے، بلکہ ایک دن اور ایک گھنٹے کے لئے بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ ایک بڑا بھاری منصب ہے،اس لئے کہ غوث روئے زمین کے تمام بادشاہوں اور رعایا کا بوجھ اٹھاتا ہے“۔[٦٤]

غوث سید ہوتاهے

علامہ ابن حجر ہیتمی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت ظاہرہ کو دوسرے کے حوالہ کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کی آل اولاد اور ان کے خاندان والوں کے لئے خلافت باطنہ مقرر فرمادیا، یعنی غوث زمانہ ان کے خاندان میں پیدا ہوتے رہیں گے ،لیکن استاذ ابوالعباس مری کا خیال ہے کہ سادات کے علاوہ بھی غوث ہو سکتے ہیں۔[٦٥]

ملا علی قاری بھی غوثیت عظمیٰ کے لئے خاندان سادات سے کسی کا ہونا قرار دیتے ہیں۔[٦٦]

عین ممکن ہے کہ جب غوث جملہ فضائل وکمالات کا جامع ہوتا ہے اور سیادت ایک نسلی امتیاز اور خاندانی شرافت وفضیلت ہے تو ضروری ہوا کہ غوث کو اس فضیلت وشرافت سے بھی پورا حصہ دیا جائے۔

سید بہر حال قابلِ تعظیم واحترام ہوا کرتا ہے۔

غیر سید پر واجب ہے کہ وہ سیدوں کے آگے عقیدت سے جھکا رہے۔

---

[٦٤] کتاب الیواقیت والجواھر: ٨٢/٢

[٦٥] الصواعق المحرقہ: ٢٢٣

[٦٦] طرد الافاعی: ٢٥

اگر غیر سید غوث ہوجائے تو اس کو سیدوں کے آگے جھکنا اور ان کی تعظیم بجالانا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مقام غوثیت کو زیب نہیں دیتی۔

خدا کی مشیت کہ دنیا میں دو ہی غوث کا ظہور کامل ہوا اور باقی سب پردۂ خفا میں رہے اور وہ دونوں کے دونوں غوث سید ہوئے۔ان میں ایک غوث پاک نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ ہیں جو نجیب الطرفین سید تھے اور ایک مخدوم پاک عَجَّلَ اللّٰہُ ضَرِیْحَہٗ ہیں جو حسینی سید تھے۔

غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں

غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ان دونوں کو ''امامان'' کہا جاتا ہے۔

ایک غوث کے بائیں جانب ہوتا ہے اور دوسرا داہنی جانب۔

بائیں جانب والے کو ''عبدالملک'' کہتے ہیں اور داہنے والے کو ''عبدالرب''۔

غوث کی وفات پر ''عبدالملک'' کو غوث بنایا جاتا ہے اور ''عبدالملک'' کی جگہ پر ''عبدالرب'' آتا ہے اور ''عبدالرب'' کی جگہ پر ''اوتاد'' میں سے ایک شخص کو منتخب کیا جاتا ہے۔

بائیں جانب والا ''عبدالملک'' داہنے والے ''عبدالرب'' سے برتر ہوتا ہے۔

یہ باطنی معاملہ ہے،جسم کے اندرونی حصوں میں دل ممتاز ہوتا ہے اور وہ بائیں طرف ہی ہوتا ہے۔

اور ''عبدالرب'' عالم ملکوت کا ناظر ہوتا ہے،لھٰذا ناظرِ عالمِ انسانی کا عہدہ، ناظرِ عالمِ روحانی کے عہدہ سے اعلیٰ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ ''عبدالملک'' ٹھیک غوث کی جگہ پر پہنچتا ہے اور ''عبدالرب''؛'' عبدالملک'' کی جگہ پر...... ''اوتاد'' میں سے ایک ''عبدالرب'' کی جگہ پر...... ''ابدال'' میں سے ایک ''اوتاد'' کی جگہ پر...... ''اخیار'' میں سے ایک ''ابدال'' کی جگہ پر...... ''ابرار'' میں سے ایک ''اخیار'' کی جگہ پر...... ''نجبا'' میں سے ایک ''ابرار'' کی جگہ پر...... ''نقبا'' میں

سے ایک ''نجبا'' کی جگہ پر......اور عام مومنین میں سے ایک ''نقبا'' کی جگہ پر۔[٦٧]

یہ نظریہ عام طور سے صوفیہ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں:

"قال رسول اللہﷺ ان لِلّٰہ عزوجل فی الخلق ثلاثون قلوبهم على قلب آدم عليه السلام...... ولِلّٰه فی الخلق اربعون قلوبهم على قلب موسیٰ عليه السلام...... ولِلّٰه تعالیٰ فی الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبريل عليه السلام...... ولِلّٰه فی الخلق ثلاثة قلوبهم على قلب ميكائيل عليه السلام ...... ولِلّٰه فی الخلق واحد قلبه على قلب اسرافيل عليه السلام...... فاذامات الواحد ابدل اللّٰه تعالیٰ مكانه من الخمسة واذا مات من الخمسة ابدل اللّٰه تعالیٰ مكانه من الاربعين واذامات من الاربعين ابدل اللّٰه تعالیٰ مكانه من الثلاثمأة واذامات من الثلاثمأة ابدل اللّٰه تعالیٰ مكانه من العامة فيهم يحی ويميت ويمطر وينبت ويدفع البلاء قيل لعبد اللّٰه بن مسعود كيف بهم يحی ويميت قال لانهم يسئلون اللّٰه عزوجل اكثارالامم فيكثرون ويدعون على الجبابرة فيقصحون ويستسقون يسقون ويسألون فتنبت لهم الارض ويدعون فيدفع بهم انواع البلاء".[٦٨]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ عزوجل کی تین سو مخلوق کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے پرتو ہوتے ہیں، چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کے پرتو ہوتے ہیں،

---

[٦٧]الفتوحات المکیۃ: ۳۷۸/۴، لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۴، ۱۰۵

[٦٨]حلیۃ الاولیاء: ۹/۱

سات کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پرتو ہوتے ہیں، پانچ کے دل جبریل علیہ السلام کے دل کے پرتو ہوتے ہیں، تین کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے پرتو ہوتے ہیں اور ایک کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کا پرتو ہوتا ہے، جب ایک مرتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب تین میں سے کوئی مرتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے، جب پانچ میں سے کوئی مرتا ہے تو سات میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے، جب سات میں سے کوئی مرتا ہے تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر آتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرتا ہے تو عام لوگوں میں سے کوئی اس کی جگہ پر آتا ہے۔ انہی لوگوں کی وجہ سے زندگی اور موت، بارش اور پیداوار کا سلسلہ قائم ہے اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا: یہ سلسلہ کیونکر قائم رہتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس طور پر کہ یہ لوگ اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ امتوں کی تعداد بڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد بڑھا دیتا ہے اور ظالموں کو بددعا دیتے ہیں تو وہ ہلاک ہوجاتے ہیں، بارش کی دعا کرتے ہیں تو لوگ سیراب ہوجاتے ہیں اور زمین پیداوار کرتی ہے اور ان کی دعا سے ہر طرح کی بلائیں دور ہوتی ہیں۔)

محدثین کے نزدیک یہ حدیث درست نہیں۔ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے بیک قلم اِسے ''جھوٹ'' قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اِس حدیث کے گڑھنے کا الزام یا ''عبدالرحیم بن یحییٰ ادمی'' پر ہے یا ''عثمان بن عمارہ'' پر (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) تو اِس جھوٹ کو جس نے گڑھا ہے، اللہ اُسے ہلاک کرے۔[٦٩]

☆☆☆

---

[٦٩] میزان الاعتدال: ٣/ ٦٠٨ - ٢/ ٥٠، لسان المیزان: ٤/ ٣٤٦ - ٦٢٤

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی
قدس سرہ النورانی کی غوثیت

غوث العالم، حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی غوثیت پر آخر میں تھوڑی سی گفتگو کرنا ناگزیر ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کی نظر میں حضرت مخدوم پاک کی عظمت اوران کے دل میں آپ کی محبت اور عقیدت کا بہت مختصر سا حصہ موجود ہے۔ جبکہ وہ ادنیٰ درجہ کے بعض بزرگ کو آسمان پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تو محض ناواقفی کی بنیاد پر اس غلطی کے شکار ہوگئے ہیں اور کچھ لوگ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی اپنے وقت کے ''غوث'' تھے اور آپ کا آسمانی خطاب ''جہانگیر'' اور اولیائے زمانہ کا تجویز کردہ لقب ''غوث العالم'' تھا......آپ کی عظمت وعقیدت سے خالی ہیں۔

ذیل کی سطروں میں...........علما اور مشائخ نے ''غوث'' کے جو خصوصیات و کیفیات بیان فرمائے ہیں؛ ان کی روشنی میں؛ حضرت مخدوم پاک قدس سرہٗ کی غوثیت کا ایک مختصر سا جائزہ پیش ہے، تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ:-

آپ کو غوثیت کا منصب عطا ہوا تھا۔

آپ اپنے زمانہ کے ''غوث'' تھے۔

اور آپ ''غوث العالم'' کے لقب سے معروف تھے۔

اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ اگر کوئی تعصب وعناد یا، احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اپنے پیر، استاذ یا کسی مفتی کو ''غوث العالم'' بنانے کی جسارت کر رہا ہے تو اُس سے باز پرس کی جا سکے۔

''غوث'' کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ عوام کے بھیس میں رہتا ہے تا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے، چنانچہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’وہ بظاہر اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ کوئی ان کو جانتا پہچانتا نہیں، یعنی بظاہر تقویٰ وزہد و مشیخت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے، ظاہر میں عوام کی طرح رہتے ہیں اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ سے خالی رکھتے ہیں اور اپنی بزرگی کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے، اِس وجہ سے اُنھیں ’مردانِ غیب‘ کہتے ہیں‘‘۔

لیکن اللہ نے اپنی حکمت و مشیت سے دنیا میں بعض کی غوثیت کو ظاہر فرمادیا ہے تاکہ دنیا والے غوث کے وجود کو مانیں اور اس کے حقائق وفضائل کو جانیں اور اس کے فیوض وبرکات سے بہرہ وَر رہوں۔ اس دنیا میں جن کی غوثیت کا کامل ظہور ہوا ہے، وہ دو ہیں:

- ایک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی
- دوسرے سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب غوث کی شان پوشیدہ رہنا ہے تو ان دونوں حضرات کی غوثیت کیونکر ظاہر ہوئی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ غوث کے ظہور کی دو حالتیں ہیں:

ایک تو یہ کہ............وہ خود بتائے کہ میں ’’غوث‘‘ ہوں۔

دوسرے یہ کہ............بعض اولیائے کرام اس کے ظہور کی پیشگوئی کریں یا ظہور کے بعد اس کی شناخت۔

مخدوم پاک علیہ الرحمہ کی غوثیت؛ مذکورہ دونوں حالتوں سے ظاہر ہے، چنانچہ آپ نے خود اپنی غوثیت کا اظہار بڑے دلنشیں انداز میں فرمایا ہے۔

حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت قدوۃ الکبرا [مخدوم پاک] نے ایک رات شیخ الاسلام کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت قدوۃ الکبرا

پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جس کا بیان نہیں۔ عجیب وغریب اضطراب و انقلاب تھا کہ بتایا نہیں جا سکتا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کی حالت دیکھ کر اُن پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ میں ٹھہر نہ سکے، بے اختیار بھاگے اور باہر آ کر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے ہیں۔ کوئی ایک پہر رات اسی حالت میں گذری۔

جب بے خودی جاتی رہی تو فرمایا: ''الحمدللہ! مل گیا''۔

حضرت نور العین، حضرت کبیر اور شیخ الاسلام اس بات کو سن کر اور اُس حالت کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے اور سوچنے لگے .... کتنی عجیب وغریب بات ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرا بے قرار تھے اور حیرت کی آگ میں جھلس رہے تھے اور پھر خدا کا شکر بجالائے!

کسی میں ہمت نہیں تھی کہ بے قراری کی وجہ دریافت کرتا۔

یہ لوگ سرگوشی کر رہے تھے کہ کس کی ہمت جو حضرت سے اس بارے میں کچھ پوچھے؟! مگر حضرت نور العین [جو اسرار وافکار کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے] نے ہمت کر کے پوچھا کہ حضرت اس قدر بے چین و بے قرار کیوں تھے؟ فرمایا: ''آج کی رات یکم رجب ۷۷۰ھ، غوثِ زمانہ وقطبِ یگانہ [جن سے جبل الفتح پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا] کا انتقال ہوگیا۔ ہر بزرگ کی آرزو اور کوشش تھی کہ یہ مبارک عہدہ ہمیں حاصل ہو! مگر کسی کے بدن پر غوثیت کا پیرہن درست آیا اور نہ کسی کے سر پر غوثیت کا تاج۔

خدا نے اپنے بے پناہ لطف وکرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے اور حقیر کے بدن کو اس پیرہن کے لئے تجویز فرمایا۔ **ذلک فضل اللّٰہ یؤتی من یشاء و اللّٰہ ذو الفضل العظیم**''. ملخص[۷۰]

---

[۷۰] لطائف اشرفی فارسی: ۱۰۳

یونہی بعض اولیاء کاملین نے مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیت کے بارے میں پیش گوئی بھی کی ہے۔

جیسا کہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''شیخ ابن عربی نے حضرت ابوبکر سبطی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: آپ کو معلوم ہے اس وقت ''غوث زمانہ'' کون ہیں؟ فرمایا کہ: ''میں ہوں اور میرے بعد سید جلال ہوں گے اور ان کے بعد سید اشرف ہوں گے''۔

حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جدّ حضرت شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہٗ؛ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہٗ کے زمانہ میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے؛ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبۂ ولایت میں نقبا کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا۔ ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہئے تھا۔ میں تو انہیں خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے۔ حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ: میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطۂ پوض جس کو ''اودھ'' کہتے ہیں؛ اس میں پچھّم؛ حدودِ قصبۂ جائس اور سترک سے لے کر پورب؛ دریائے کوسی تک...... اِس درمیان میں اُن کا ظہور کامل ہوگا۔

اور رسالۂ غوثیہ میں حضرت خواجۂ خواجگاں، معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا کہ میرے سلسلہ میں ایک غوثِ جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے

سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین ،محبوب سبحانی ،قطب ربانی کے زمانۂ ظہور سے پہلے آپ کے ظہور کی بشارت مشائخ ماسبق فرماتے تھے؛اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیائے ماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤالدین گنج نبات قدس سرہٗ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تم ''غوث زمانہ'' ہوگے۔

اوراسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ نے مژدۂ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: حضرت سیدی مخدومی ومرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ: ''فرزند اشرف! جب اللہ تعالیٰ آپ کو شرفِ تاجِ غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا''۔[۷۱]

مخدوم پاک نے اپنی غوثیت کا اظہار فرمایا اور متعدد اولیاء کرام نے آپ کی غوثیت کے بارے میں پیشگوئی کی ،لیکن بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی ، بلکہ جب آپ کو غوثیت کے تاج سے سرفراز فرمایا گیا تو آپ کو غوثیت کی خصوصیتوں اور کیفیتوں سے بھی نوازا گیا۔غوث کی چند معروف خصوصیتیں اور کیفیتیں درج ذیل ہیں:

- غوث ....تمام احوال ومقامات کا جامع ہوتا ہے۔
- غوث ....خاندان سادات سے ہوتا ہے۔
- غوث ....دنیا بھر میں گشت کرتا ہے۔
- غوث کو بحالی ومعزولی کا منصب عطا ہوتا ہے۔
- غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے۔

---

[۷۱]صحائف اشرفی:۱/۱۳۴،۱۳۵،۱۳۶

- بسا اوقات اس کے پاس ٹھہرنا اور اسے آنکھ اٹھا کر دیکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔
- غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔
- غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے۔
- مخدوم پاک علیہ الرحمہ تمام احوال و مقامات کے جامع تھے۔ آپ کی زندگی

کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرات بتاتے ہیں کہ آپ کو بے شمار علوم وفنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تصنیفات ہزار سے زیادہ ہے۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں کی زبان میں کتاب تحریر فرمادیتے تھے۔ آپ جانوراور جنوں کی بولی خوب سمجھا کرتے، بلکہ ان کی بولی میں ان سے باتیں کرتے۔ اور جب ولایت کے مقامات کو طے کرنا شروع کیا تو ''مقام محبوبیت'' سے سرفراز کیئے گئے، جیسا کہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

> ''حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۸۲۷ھ کو آستانہ روح آباد کچھوچھہ شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا، چنانچہ حضرت نورالعین اور حضرت محمد دریتیم اور حضرت شیخ رکن الدین شاہباز اور حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین جرہ باز اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلندران ہمراہی جون پور، تجرد سے آراستہ اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید بااعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اشرفی میں اس خصوصیت انوار برکات شب قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہاتف غیبی نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندادی کہ ''اشرف میرا محبوب ہے''۔

حاضرینِ محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کا سر اپنی گود میں لے لیا۔اس وقت حرمِ کعبہ شریف میں پانچ سو مشائخ اوراولیائے کرام سے موجود تھے ۔سب کی عجیب وغریب حالت ہوگئی ۔ ہر ایک پرواردات کی نسیم اور گلستان مواجید کی ہوا چل گئی۔سب نے اس بات کی مبارک باد دی۔

اسی طرح تمام بزرگانِ زمانہ جوحضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے......خطابِ محبوبِ یزدانی کے ساتھ مخاطب کرتے۔[۷۲]

• غوث خاندانِ سادات سے ہوتا ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان بھی؛ حضرت امام زین العابدین کی نسل محترم سے حسینی سید تھے۔

• غوث دنیا بھر میں گشت کرتا ہے ،چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ﴿سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ کی عملی تفسیر تھےاوراپنے وقت کے''جہانیاں جہاں گشت'' تھے۔آپ نے عرب وعجم کے بے شمار بلاد وامصار کی سیاحت فرمائی۔

• غوث کو بحالی ومعزولی کا منصب عطا ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت شیخ علاؤالحق پنڈوی قدس سرہ القوی کے فرزند نور کوقطبیت بنگالہ کا منصب عطا فرمایا۔ مخدوم پاک خود فرماتے ہیں:

> ''بعض دانشمندوں نے قطبیت کی دلیل طلب کی ۔اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجئے ۔اور کلمہ کی انگلی سے پہاڑ کواشارہ کیجئے کہ جلد آوے ۔[باباحسین خادم کا بیان ہے کہ]حضرت قدوۃ الکبرا کے منہ سے اتنی بات نکلتے ہی پہاڑ چلنے لگا۔فرمایا:''اے پہاڑ! ٹھہرارہ کہ میں تو پیر زادہ کو بتاسکھا رہاہوں ۔حضرت قدوۃ الکبرا کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ! پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔لوگوں

---

[۷۲]صحائف اشرفی:۱/۱۲۱،۱۲۲،۱۲۳

نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔ سر کو زمین پر رکھ دیا اور تعریف کرنے لگے''۔[۷۳]

● غوث کو پلک جھپکتے چند جگہوں میں موجود ہونے کی قوت ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت سیدی کے بعض مریدین آپ کے ارشاد کے موافق پہاڑوں میں مختلف جگہوں میں دس دس کوس کی دوری پر شغل (عبادت وریاضت) کررہے تھے۔ مدت پوری کر لینے کے بعد جب یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں کے خلوت خانہ سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے عرض کیا کہ فلاں تاریخ حضرت مخدومی میرے پاس تشریف لائے تھے اور پورا واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے پوری تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مخدومی اپنی خانقاہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں نکلے''۔[۷۴]

● بسا اوقات غوث کو دیکھنا اور اس کے پاس ٹھہرنا دشوار ہو جاتا ہے اور ایسا تجلیِ الٰہی کے نزول کے وقت ہوتا ہے، جیسا کہ یکم رجب ۷۷۰ھ کی شب کو جب مخدوم پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کو خلعتِ غوثیت سے سرفراز کیا گیا تھا تو شیخ الاسلام وہاں موجود تھے۔ وہ خاص تجلی الٰہی کے نزول کا وقت تھا۔ شیخ الاسلام پر اس وقت عجیب وغریب ہیبت طاری ہوئی اور وہ گھبرا کر حجرہ سے باہر نکل آئے ان کے لئے وہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا دشوار ہو گیا۔

● غوث کا جسم ہر شے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے، چنانچہ حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

---

[۷۳] برکات چشتیہ:۳۳۶،۳۶۴

[۷۴] ایضاً

''اکثر یہ خادم نظام یمنی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتا تھا۔
بارہاایسا ہوتا کہ جب ہاتھ کمر تک لے جاتا تو ہاتھ ادھر سے ادھر پار ہوجاتا ۔میرا ہاتھ کبھی جسم مبارک پر نہیں ٹھہرتا۔کبھی کبھی ٹھہرتا بھی تو اتنا لطیف ہوتا کہ جس کا بیان نہیں''۔[۷۵]

● غوث کی نماز جنازہ غوث ہی پڑھاتا ہے ۔چنانچہ حضرت مخدوم پاک نے جبل الفتح والے غوثِ زمانہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مندرجہ بالاحوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی اپنے وقت کے غوث تھے............

اور غوثیت کے خصائص وکوائف سے متصف تھے............

اولیاءروزگار نے آپ کو''غوث العالم'' کے لقب سے یاد کیا............

اب اگر آج کوئی کسی کو''غوث'' قرار دینے کی جسارت کررہا ہے تو اسے مذکورہ خصائص و کیفیات کی نشاندہی کرنی ہوگی اور اگر کسی کو''غوث العالم'' قرار دینے کی جرأت برتی گئی تو اسے مخدومی کردار واوصاف کی تعیین بھی کرنی ہوگی۔

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ

تمت

---

[۷۵] لطائف اشرفی فارسی:۱۰۰

مآخذ و مراجع

۱. البدایۃ والنہایۃ	اسماعیل بن کثیر الدمشقی (۷۷۴ھ)
۲. برکات چشتیہ	سید شاہ نذر اشرف (۱۳۵۸ھ)
۳. بہجۃ الاسرار مترجم	سید احمد شاہ چشتی بٹالوی (۱۳۴۵)
۴. تاج العروس	السید محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی (۱۲۰۵ھ)
۵. تاریخ بغداد	احمد بن علی - الخطیب البغدادی (۴۶۳ھ)
۶. تاریخ الاسلام	محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۷۴۸ھ)
۷. تقریب التہذیب	احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۸۵۳ھ)
۸. الحاوی للفتاوی	عبدالرحمٰن بن ابی بکر - السیوطی (۹۱۱ھ)
۹. حلیۃ الاولیاء	احمد بن عبداللہ - ابونعیم الاصبھانی (۴۳۰ھ)
۱۰. رسائل ابن عابدین شامی	محمد امین بن عمر - ابن عابدین الشامی (۱۲۵۲ھ)
۱۱. سیر اعلام النبلاء	محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۷۴۸ھ)
۱۲. شرح العلامۃ الزرقانی	محمد بن عبدالباقی - الزرقانی (۱۱۲۲ھ)
۱۳. صحائف اشرفی	سید علی حسین اشرفی میاں (۱۳۵۵ھ)
۱۴. الصواعق المحرقہ	احمد بن حجر الہیتمی المکی (۹۷۴ھ)
۱۵. طرد الافاعی	احمد رضا ابن نقی علی خاں بریلوی (۱۳۴۰ھ)
۱۶. عون المعبود	محمد شمس الحق عظیم آبادی (۱۳۲۹ھ)

۱۷. الفتوحات المکیۃ	محی الدین ابن عربی (۶۳۸ھ)
۱۸. الفتاویٰ الحدیثیۃ	احمد بن حجر الہیتمی المکی (۹۷۴ھ)
۱۹. کتاب الیواقیت الجواھر	عبدالوہاب الشعرانی (۹۷۳ھ)
۲۰. کشاف اصطلاحات الفنون	محمد علی بن-ابن القاضی الحنفی (۱۱۵۹ھ)
۲۱. کشف الخفاء ومزیل الالباس	اسماعیل بن محمد-العجلونی (۱۱۶۲ھ)
۲۲. لسان المیزان	احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۸۵۳ھ)
۲۳. لطائف اشرفی	نظام حاجی غریب یمنی
۲۴. مجموعۃ الرسائل	احمد بن عبدالحلیم-ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)
۲۵. مکتوبات امام ربانی مترجم	محمد سعید احمد نقشبندی
۲۶-المنتظم	عبدالرحمن بن علی-ابن الجوزی (۵۹۷ھ)
۲۷-میزان الاعتدال	محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۷۴۸ھ)